ہر قسم کی کتب درسی وغیر درسی ملنے کا پتہ:- (مولوی) سیّد احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو-پی)
عربی واردو نیز قرآنِ مجید جمائیں

جلد چہارم

علائی قاعدہ

جو:

مسائل فقہیہ دینیہ کی تعلیم کے لئے نہایت سلیس اور عام فہم اُردو زبان میں بےنظیر کتاب ہے

مرتبہ:

حجۃ الاسلام امام اہلسنت حضرت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی مدظلہ العالی

جسکو

(مولوی) سیّد احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ نے

اپنے

کتبخانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع کیا

DATA ENTERED
NFN 1541

ہر قسم کی درسی وغیر درسی مذہبی کتب
نیز ہر قسم کے قرآنِ مجید سیپارے ملنے کا پتہ (مولوی) سیّد احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو-پی)

ی طرح اگر دو لونڈیوں میں باہم اسی قسم کا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے ایک مرد فرض کیجائے تو
ں کا نکاح دوسرے کیساتھ ناجائز ہو تو ان دونوں لونڈیوں کو خاص استراحت میں جمع کرنا
ز نہیں، یعنی یہ بات ناجائز ہے کہ اس سے بھی خاص استراحت کرے اور اس سے بھی بلکہ
ں کو چاہیئے کہ ان دونوں میں سے ایک کو اپنے اوپر حرام سمجھ لے اور دوسرے کیساتھ خاص
ستراحت کرے، اگر ان دو عورتوں میں جو باہم اسی قسم کا رشتہ رکھتی ہیں ایک لونڈی ہو
یک آزاد تو اس لونڈی کے مالک کو جائز نہیں کہ لونڈی سے خاص استراحت کرے اور اسکی
س رشتہ دار سے بھی جو آزاد ہے نکاح کر کے خاص استراحت کرے ہاں یہ جائز ہیکہ اس سے
کاح کرے اور بعد نکاح کے یا تو اس لونڈی ہی سے خاص استراحت کرے۔ یا اس کی
س آزاد رشتہ دار سے، آزاد بی بی کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا ناجائز ہے ہاں اگر
زاد بی بی کو طلاق دے چکا ہے اور اسکی عدت بھی گذر گئی ہے تو اب اگر کسی لونڈی سے نکاح کرے
صحیح ہے، اور اگر عدت نہ بھی گذری ہو تو بھی ناجائز ہے گو طلاق بائن دے چکا ہو۔

سرا مطلب جمع کا یہ ہے کہ جسقدر نکاحوں کی شریعت نے اجازت دیدی ہے ان سے
یادہ نکاح کرنا شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت دی ہے
ر غلام کو ایک وقت میں دو نکاح کی اور آزاد مرد کیلئے لونڈیوں کے ساتھ خاص استراحت
نے میں کوئی حد نہیں مقرر کی گئی جس قدر لونڈیاں چاہے رکھ سکتا ہے اگر کوئی شخص ایک سا
ی چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرے تو سب کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر چ
رتوں سے پہلے کر چکا ہے اور کچھ عورتوں سے اب کرتا ہے تو بعد والی عورتوں کا نکاح باطل
جائے گا، اگر کسی شخص کے نکاح میں چار عورتیں تھیں ان میں سے ایک کو اس نے طلاق
دی تو جب تک اس کی عدت نہ گزرے پانچواں نکاح نہیں کر سکتا۔

گیارہواں سبب

لق حق غیر۔ یعنی جس عورت کیساتھ کسی دوسرے کا حق زوجیت متعلق ہو اس سے نکاح
ز نہیں، جو عورت کسی کے نکاح میں ہو یا اس کی عدت میں ہو، عدت خواہ طلاق کی ہو

Marfat.com

یا موت کی اس عورت سے غیر کا حق متعلق ہے اس سے نکاح جائز نہیں اسی وجہ سے عورت سے نکاح ناجائز ہے مگر جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح جائز ہے لیکن وضع کے اس سے خاص استراحت کرنا ممنوع ہے ہاں اگر اس حاملۂ زنا سے وہی شخص نکاح کرے جس نے زنا کی ہے تو اس کو قبل وضع حمل کے بھی خاص استراحت جائز اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کرنا چاہے اور خود اس لونڈی سے خاص استراحت کرتا رہا ہو تو اس پر واجب[ع] ہے کہ پہلے اس بات کا یقین حاصل کرے کہ اس لونڈی کو حمل تو نہیں ہے پھر اس کے بعد جس سے چاہے اس کا نکاح کر دے، اگر کوئی شخص کوئی لونڈی مول لے تو اس پر واجب ہے کہ پہلے اس امر کا یقین حاصل کرے کہ اس لونڈی کو حمل تو نہیں ہے، جب یہ یقین حاصل ہو جائے تو اس سے خاص استراحت کرے۔ محرّمات کا بیان ختم ہو گیا، ان کے علاوہ اور جس عورت سے چاہے نکاح کرے صحیح ہو گا خواہ وہ زانیہ ہو اور خود اس نے اسکو زنا کرتے دیکھا ہو یا محرمہ[ہ] ہو۔

محرّمات کا بیان قرآن مجید میں بھی بہت تفصیل کیساتھ ہی چنانچہ وہ آیت ہم اس مقام پر لکھتے ہیں وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ۔

ع۵ جس شخص کے ساتھ نکاح ہو اس کو بھی مستحب ہے کہ جب تک اس امر کا یقین نہ ہو جائے کہ اس کو حمل نہیں ہے اس تک اس سے خاص استراحت نہ کرے اور حمل نہ ہونے کا یقین حیض کے آنے سے ہو جاتا ہے، حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا امام شافعی کے نزدیک زانیہ سے نکاح ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ یعنی نہ سے نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک حنفیہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا اور اب اس آیت پر عمل ہے فَانْكِحُوْهُنَّ طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ یعنی جو عورتیں تم کو اچھی لگیں اُن سے نکاح کر لو ۵ محرمہ یعنی جو عورت احرام باندھے ہو اس کے ساتھ نکاح تو جائز ہے مگر خاص استراحت مکروہ تحریمی ہے ۱۲۔

Marfat.com

نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں مگر جو کچھ (ابتک) ہو چکا ہے وہ (معاف ہے) بیشک یہ برا اور ناپسند کام ہے اور برا طریقہ ہے اور تم پر حرام کر دی گئیں تمہاری ماں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریکی بہنیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری حمایت میں ہوں تمہاری ان بیبیوں کے (شکم) سے جن کے ساتھ تم نے خاص استراحت کی ہے پس اگر تم نے ان سے خاص استراحت نہ کی ہو تو تم پر ان سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو تمہارے پشت سے ہوں اور یہ بھی حرام کر دیا گیا کہ تم دو بہنوں کے درمیان میں جمع کرو مگر جو (اب تک) ہو چکا (وہ معاف ہے) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور شوہر والی عورت (بھی تم پر حرام ہے) مگر وہ عورتیں جو (جہاد سے) تمہارے قبضہ میں آئی ہوں (گو شوہر والی ہوں تب بھی حرام نہیں اور مذکورہ بالا عورتوں کی حرمت) تم پر اللہ کی طرف سے فرض کی ہوئی ہے اور ان عورتوں کے علاوہ سب تمہارے لیئے حلال کر دی گئی ہیں (بشرطیکہ) تم اپنے مال (یعنی مہر) کے بدلے میں ان سے نکاح کرنا چاہو (نہ ان کو ہمیشہ کے لیئے) قید میں رکھنے کا ارادہ کرو نہ مستی نکالنے کا، اس آیتِ کریمہ میں پانچ سبب حرمت نکاح کے ذکر فرمائے ہیں، نسبی[1] رشتہ، دودھ[2] کا رشتہ، سسرالی رشتہ۔

[1] مراد اس سے اپنی بی بی کی لڑکی ہے جو پہلے شوہر سے ہو اور چونکہ اکثر وہ صغیر السن ہوتی ہیں اور دوسرا شوہر ان کو پرورش کرتا ہے اس لیئے پرورش کردہ فرمایا، یہ مقصود نہیں ہے کہ اگر پرورش کردہ نہ ہوں تو ان سے نکاح حلال ہے [2] سب سے پہلے نسبی رشتہ کی ایک صورت ذکر فرمائی کیونکہ اس صورت میں حرمت بہت سخت ہے تمام آسمانی شریعتیں اس کی حرمت پر متفق ہیں اس کے بعد اور صورتوں کا ذکر فرمایا ہے اسکے بعد دودھ کے رشتہ کا اسکے بعد سسرالی رشتہ کا اسکے بعد سسرالی رشتہ کی باقی صورتوں کا اسکے بعد جمع کا اسکے بعد تعلق حق غیر کا [1] نسبی رشتہ کا بیان امہتکم سے بنٰتُ الْاُخْتِ تک جسمیں سات قسم کے لوگ ذکر فرمائے ہیں، مائیں بیٹیاں بہنیں پھوپھیاں خالائیں بھائی کی بیٹیاں بہن کی بیٹیاں، ماؤں سے مراد عام ہے خواہ اپنی ماں ہو یا اپنے باپ کی ماں یا اپنی ماں کی ماں ہو غرض اصول اس میں داخل ہیں بیٹیوں کا لفظ بھی اسی طرح عام ہے اپنی بیٹیاں ہوں یا اپنی اولاد کی بیٹیاں ہوں سب اس میں آگئیں، بھائی بہن کی بیٹیوں میں بھی اسی طرح تعمیم ہے خواہ وہ اصیل کی بیٹیاں ہوں یا ان کی اولاد کی، حاصل یہ کہ نسب کے چاروں حرام رشتوں کا ذکر اس آیت میں آگیا، اصول کا بھی فروع کا بھی ماں باپ کے فروع کا بھی ماں باپ کے اصول کے فروع کا بھی [2] دودھ کے اگرچہ صرف دو ہی رشتوں کا ذکر کیا ہے یعنی رضاعی بہن کا مگر دودھ والی ماں کہہ کر اس بات کی طرف صریح اشارہ کر دیا کہ دودھ کا رشتہ بھی نسب کی طرح [illegible] باقی ماتیہ [illegible]

Marfat.com

تعلق حق غیر، اور تین سبب دوسرے مقامات پر ذکر فرمائے ہیں مثلاً اختلاف مذہب آیت میں وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور اتحاد نوع کو قوم لوط علیہ السلام کے قصہ کے ضمن اور طلاق کو اس آیت میں فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یہ کل آٹھ سبب ہوئے باقی رہے تین سبب یعنی لعان، ملک کے اختلاف جنس ان کا بیان قرآن مجید میں نہیں ہے۔

ولی کا بیان

نکاح کے صحیح ہونیکی تیسری شرط یہ تھی کہ نابالغ اور مجنون اور غلام کا نکاح بغیر ان کے اولیا اجازت کے صحیح نہیں لہٰذا اب ہم یہاں ولی کے احکام بیان کرتے ہیں پہلے یہ بات بیا کرتے ہیں کہ کون کون لوگ ولی ہوسکتے ہیں اور اس کے بعد یہ بیان کریں گے کہ ان کیا اختیارات ہیں، غلام کا ولی تو اس کا مالک ہے اور آزاد آدمی کا ولی اس کا وہ رشتہ دا ہے جو عصبہ بنفسہ ہو، اگر کئی عصبات بنفسہ ہوں تو انمیں مقدم وہ ہے جو وراثت میں مقدم ہوا عصبیات بنفسہ میں کوئی نہ ہو تو ماں کو ولایت حاصل ہوگی پھر دادی پھر بیٹی کو پھر پوتی کو، پھر پر پوتی کو پھر نواسی کی بیٹی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۵۵) نسب کی ساری صورتیں یہاں بھی جاری کرو اس اشارہ کو احادیث میں بہت وضاحت سے بیان فرمادیا ہے ۱۲ ۵ سسرالی رشتہ کا بیان اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ سے اَصْلَابِكُمْ تک ہے سسرال کے بھی چاروں حرام رشتوں کا ذکر اس آیت میں آگیا ہے ا اصول کی منکوحات کو تو لَا تَنْكِحُوْا میں بیان فرمایا اور اپنی عورتوں کی ماؤں میں منکوحات کے اصول کو بیان کیا اسکے بعد اپنی بی بیوں کی فروع کا ذکر کیا اور یہ بھی بتادیا کہ بی بی کے فروع سے نکاح اسی وقت حرام ہوتا ہے جب اس بی بی سے خاص استراحت کی نوبت آگئی ہو اسکے بعد اپنی فروع کی منکوحات کا ذکر فرمایا ہے ۱۲ ۵ تعلق حق غیر کو وَالْمُحْصَنٰتُ کے لفظ میں بیان فرمادیا ۱۲ ۵ ترجمہ اور وہ عورتیں مسلمانو تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہانتک کہ وہ مسلمان ہوجائیں ۱۲ ۵ قوم لوط علیہ السلام کے قصہ میں مردوں کے باہم اجتماع کی مما مذکور ہے اور یہ بھی ہے کہ عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے مردوں کیلئے بنادیا ہے پس معلوم ہوا کہ مردوں کا آپسمیں اجتماع اور اسی طرح عورتوں کا باہم حرام ہے یہی مطلب اتحاد نوع کے حرام ہونے کا ہے ۱۲ للعہ ترجمہ۔ پس وہ عورت اس طلاق دینے والے کے لئے حلال نہیں یہانتک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے ۱۲ ۵ لعان اور ملک کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا کہ لعان کی ہوئی عورت سے پھر نکاح کرنیکو حیا آدمی کی طبیعت خود مکروہ سمجھتی ہے اسی طرح آزاد عورت اپنے غلام کے ساتھ نکاح کرے یونہی معیوب سمجھتی ہے رہگیا اختلاف جنس تو شاذ و نادر چیز ہے اس کا حکم بتانیکی چنداں ضرورت نہیں ۱۲ ۵ رشتہ دار ونکی تین قسمیں ہیں اصحاب فرائض جنکا قصہ مفصلاً قرآن مجید میں بیا ہوا ہے، عصبات جنکا قصہ قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے اور ان کا رشتہ کسی عورت کے توسط سے نہ ہو۔ ذوی الارحام وہ اعزا ہیں جنکا کسی عورت کے توسط سے ہو جیسے خالہ کہ اس کا رشتہ ماں کے توسط سے ہے اور نواسہ کا اسکا رشتہ بیٹی کے توسط سے عصبات کی تین قسمیں ہیں عصبہ بنفسہ وغیرہ عصبہ بنفسہ جنکا ذکر آیت میں ہے اس عصبہ کو کہتے ہیں جو مذکر ہو عصبہ بنفسہ چار قسم کے لوگ ہیں اپنے مذکر فروع یعنی بیٹے پوتے پرپوتے وغیرہ اپنے مذکر ا دادا پردادا وغیرہ اپنے باپ کے مذکر فروع یعنی بھائی اور بھائی کی اولاد وغیرہ اپنے دادا کی مذکر فروع یعنی چچا اور چچا کی اولاد وغیرہ ۱۲ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ

Marfat.com

وعلیٰ ہذا اور اگر عصبات بھی نہ ہوں اور ماں دادی بھی نہ ہوں اور پوتیاں نواسیاں وغیرہ بھی نہ ہوں تو نانا کی ولایت حاصل ہوگی پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی بہن کو پھر اخیافی بہن کو پھر ان تینوں کی اولاد کو اسی ترتیب سے اور اگر یہ کوئی نہ ہوں تو ذوی الارحام کو ولایت حاصل ہوگی ذوی الارحام میں سب سے پہلے پھوپھیاں ولی ہوں گی ان کے بعد ماموں ان کے بعد خالائیں انکے بعد چچا کی بیٹیاں پھر اسی ترتیب انکی اولاد، اگر رشتہ دار کوئی نہ ہو نہ عصبہ نہ غیر عصبہ تو مولی الموالات کو حق ولایت حاصل ہوگا، اگر وہ بھی نہ ہو تو بادشاہ وقت ولی ہے بشرطیکہ مسلمان ہو، بادشاہ وقت کا نائب بھی نکاح کا ولی ہو سکتا ہے، بشرطیکہ بادشاہ کی طرف سے اس کو یہ اختیار دیا گیا ہو، کسی کافر کو کسی مسلمان کی ولایت کا حق حاصل نہیں ہو سکتا گو وہ اس کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح مسلمان کو بھی کافر کی ولایت حاصل نہیں ہو سکتی گو وہ اس کا رشتہ دار ہو، ہاں اگر کوئی کافر لونڈی کسی مسلمان کی ملک میں ہو تو اس مسلمان کو اس لونڈی پر ولایت حاصل ہے، کوئی غلام کسی آزاد کا ولی نہیں ہو سکتا گو اس کا رشتہ دار ہو، کوئی بے عقل یعنی مجنون کسی دوسرے کا ولی نہیں ہو سکتا گو وہ باہم رشتہ دار ہوں، یہاں اس قدر تفصیل ہے کہ اگر جنون مطبق ہے تو اس کی ولایت بالکل صحیح نہیں اور اگر جنون غیر مطبق ہے تو ہوش کے زمانہ میں اسکو ولایت حاصل ہوگی حتیٰ کہ اگر کہیں سے پیغام نکاح آئے اور دوسری طرف کے لوگ اسقدر انتظار کریں کہ اس مجنون ولی کو ہوش آجائے تو اس کے ہوش آنے کا انتظار کیا جائیگا اور اگر وہ لوگ نہ مانیں تو بغیر انتظار کے نکاح کر دیا جائیگا بشرطیکہ یہ ولی اسی کا ہو جہاں سے پیغام آیا ہے وہ اسکے کفو ہوں (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۳۸) کوئی نابالغ کسی دوسرے بالغ کا ولی

باقی از صفحہ ۵۶) معہ وراثت میں سب سے مقدم اپنے مذکر فروع ہیں اسکے بعد اپنے اصول اسکے بعد باپ کے فروع اسکے بعد دادا کے فروع پھر قریب بہ نسبت بعید کے مقدم ہے بیٹا بھی ہو پوتا بھی ہو تو بیٹا مقدم ہے یا باپ بھی ہو دادا بھی ہو تو باپ مقدم ہے بھائی بھی ہو بھائی کی اولاد بھی ہو تو بھائی مقدم ہے یا چچا بھی ہو چچا کی اولاد بھی ہو تو چچا مقدم ہے ۱۲ منہ یعنی آخیر سلسلہ تک بیٹے کی اولاد نسبت بیٹی کی اولاد کے ایک درجہ مقدم رہے گی ۱۲ منہ یعنی حقیقی بہن کی اولاد علاتی بہن کی اولاد سے مقدم ہے اور علاتی بہن کی اولاد اخیافی بہن سے مقدم ہے ۱۲ منہ یعنی اگر پھوپھی ماں خالائیں چچا کی بیٹیاں نہ ہوں بلکہ ان کی اولاد ہو پہلے پھوپھی کی بیٹیاں ولی ہوں گی وہ نہ ہوں تو ماموں کی بیٹیاں وہ نہ ہوں تو خالہ کی بیٹیاں، وہ نہ ہوں تو چچا کی بیٹیوں کی بیٹیاں ۱۲ للعہ مولی الموالاۃ وہ شخص ہے جس سے اس نے اس بات کا معاہدہ لے لیا ہو کہ اگر میں کوئی خیانت کروں گا تو اس کا تاوان تم کو دینا ہوگا اور جو مال چھوڑ جاؤں گا تم کو میری میراث ملے گی ۱۲ منہ جنون مطبق وہ ہے جو کم از کم ایک مہینہ تک رہے ۱۲ منہ وجہ یہ ہے کہ کفو بہت دقت سے دریافت ہوتے ہیں معلوم نہیں پھر دستیاب ہو یا نہ ہو ۱۲۔

Marfat.com

نہیں ہو سکتا گو وہ ایک دوسرے کے رشتہ دار ہوں، وصی[ع] نکاح کا ولی نہیں ہو سکتا اگرچہ وصیت کرنیوالے نے اس کو نکاح کا اختیار بھی دیدیا ہو۔

ان لوگوں کا بیان ختم ہوا جو ولی ہو سکتے ہیں، اب ولی کے اختیارات بیان کیے جاتے ہیں

ولی کو اختیار ہے کہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح بغیر اسکی اجازت کے کردے اور باپ دادا کو یہاں تک اختیار حاصل ہے کہ چاہے صریحی[ع] نقصان کیساتھ نکاح کردیں اور چاہے کسی غیر کفو کے ساتھ کردے، باپ دادا کے سوا اگر اور کوئی ولی لڑکی کا نکاح غیر کفو کیساتھ کردیگا تو وہ نکاح صحیح نہ ہوگا، اسیطرح اگر صریح نقصان کیساتھ کردیا ہو تب بھی صحیح نہ ہوگا خواہ لڑکے کا نکاح ہو یا لڑکی کا۔

ولی کو بالغ لڑکے یا لڑکی کے یہ جبر نکاح کردینے کا اختیار نہیں ہے خواہ لڑکی کنواری[ص] ہو یا نہیں اور خواہ ولی باپ دادا ہو یا کوئی اور عزیز، ہاں مستحب ہے کہ بالغ لڑکی اپنے نکاح کا معاملہ اپنے ولی کے سپرد کردے مگر درحقیقت یہ ایک قسم کی وکالت ہو جائے گی، نہ ولایت، مجنون اور معتوہ[ع] اگرچہ بالغ ہوں مگر ان کے یہ جبر نکاح کردینے کا حق ولی کو حاصل ہے اسی طرح لونڈی غلام اگرچہ بالغ ہوں تو ان کے مالک کو یہ جبر نکاح کردینے کا اختیار ہے۔

بالغ مرد و عورت اگر بغیر اجازت[ص] اور رضامندی ولی کے اگر اپنا نکاح کرلیں تو صحیح ہو جائے گا، لیکن عورت اگر غیر کفو کے ساتھ اپنا نکاح بغیر رضامندی ولی کے کرے تو درست نہ ہوگا، گو بعد نکاح کے وہ ولی رضامند ہو جائے۔

اگر کوئی عورت بغیر رضامندی ولی کے مہر مثل سے کم پر اپنا نکاح کسی کے ساتھ کرے تو ولی کو

ع وصی اس شخص کو کہتے ہیں کہ جسکے لیئے کچھ وصیت کی جائے ع صریحی نقصان سے مراد مہر میں سخت دھوکا کھانا مثلاً لڑکے کا کفو ہے تو اس کا نقصان یہ ہے کہ زیادہ مہر بندھ جائے لڑکی کے ولی کا نقصان اسمیں ہے کہ کم مہر بندھ جائے ... اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ یہی مذہب صحیح ہے متاخرین کا اسی پر فتویٰ ہے حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے اسی کو روایت کیا ہے ۱۲ ص اس مسئلہ میں امام شافعی مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو عورت کنواری نہ ہو گو وہ نابالغ ہو ولی کو اسکے بجبر نکاح کردینے کا اختیار نہیں ہے اور جو عورت کنواری ہو اسکے بجبر نکاح کردینے کا اختیار ہے گو وہ بالغ ہو چکی ہو ع معتوہ اس شخص کو کہتے ہیں جسکی عقل میں فتور آگیا ہو، بالکل مسلوب العقل نہ ہو ۱۲ ص ولی کے بغیر رضامندی نکاح کرنیکی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ولی کو خبر ہی نہ کیجائے جس سے اس کی رضامندی کا حال معلوم ہو دوسرے یہ کہ اس کو کیجائے مگر وہ سکوت کرے یا کہدے کہ میں راضی نہیں ہوں ۱۲ (بحر الرائق)

اعتراض کا حق حاصل ہے وہ اس نکاح کو قاضی کے ذریعہ فسخ کرا سکتا ہے اور اگر ہر ولی کی پوری کفو کی جائے تو پھر اس کو فسخ کرانیکا حق نہیں ہے۔

اگر کسی عورت کے کئی ولی ہوں اور سب درجہ مساوی[ع] ہوں تو ان میں سے بعض کا راضی ہونا مثل کل کے ہو جانے کے ہے اور اگر وہ سب ولی درجہ میں مساوی نہیں ہیں بلکہ کوئی قریب ہے اور کوئی بعید تو بعید کے راضی ہو جانے سے قریب کا راضی ہو جانا لازم نہیں آتا۔ قریب کو اعتراض [illegible] ولی کا سکوت کر لینا اسکی رضامندی کی دلیل نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی فعل اس قسم کا اس سے صادر ہو جس سے رضامندی سمجھی جاتی ہے تو وہ فعل رضامندی کی دلیل ہو سکتا ہے مثلاً ولی [illegible] قبضہ کر لیا یا سامان جہیز لے لیا، ہاں اگر ولی اتنے زمانہ تک سکوت کئے رہے کہ اس عورت [illegible] تو اب اس کا سکوت رضامندی کے حکم میں ہوگا اور اب اسکو کسی طرح اعتراض کا حق [illegible] کو بعد بلوغ کے اس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے جو بحالت نابالغی اسکے [illegible] کی اجازت سے اس نے کیا ہے اگر باہم زوجین میں خاص اختراعت کی [illegible] دادا کے کیے ہوئے نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کسی کا نکاح بحالت جنون [illegible] کے کر دیا ہے تو وہ بھی فسخ کر سکتا ہے مگر باپ دادا کے [illegible] کے نکاح کے فسخ ہو جانیکی دو شرطیں ہیں (۱) یہ کہ قاضی کے ذریعہ سے فسخ کرائے (۲) نابالغ مرد یا عورت کو نکاح کا علم پہنچے تو جس وقت بالغ ہونے [illegible] حاصل ہو معاً اسی وقت نکاح سے اپنی ناراضی کا اظہار کرے اگر بلوغ کے [illegible] علم حاصل ہو فوراً اسی وقت اپنی ناراضی کا اظہار کرے اگر بلوغ کے [illegible] عورت تھوڑی دیر بھی سکوت کر جائے باوجودیکہ اسکو فسخ کا اختیار حق [illegible] خواہ اسکو یہ مسئلہ معلوم ہو یا نہیں کر دیئے سکوت [illegible]

ع ۵ درجہ میں مساوی ہونیکی صورت [illegible] بالغ ہو گیا مگر اس کو [illegible] کا علم حاصل نہیں ہوا تو [illegible] آجانے پر [illegible] رضامندی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

نابالغ لڑکے اور ثیبہ عورت کا اختیار البتہ اس کے سکوت سے باطل نہ ہوگا تاوقتیکہ صریحی رضامندی اپنی نہ ظاہر کردے یا کوئی فعل ایسا کرے جس سے رضامندی سمجھی جائے۔

لونڈی کو بعد آزاد ہو جانیکے اپنے اس نکاح کے فسخ کردینے کا اختیار ہے جو لونڈی ہونیکی حالت میں اسکے مالک نے کردیا تھا اور اس کو اس نکاح کے فسخ کرنیکیلئے قاضی کی ضرورت نہیں ہے اور جس مجلس میں وہ آزاد کیگئی ہو یا جس مجلس میں اسکو اپنے نکاح کا علم ہوا ہو اس مجلس کے آخر تک اسکو فسخ کرنیکا اختیار رہے اگر قبل مجلس بدلنے کے وہ کچھ دیر سکوت کیئے رہے تو اس کا اختیار باطل نہ ہوگا، ہاں اگر مجلس بدلجائے اور وہ کچھ نہ کہے تو اس کا اختیار باطل ہو جائیگا بشرطیکہ وہ اس مسئلہ سے واقف ہو کہ میرے اس قدر سکوت سے میرا اختیار باطل ہو جائے گا

ولی کو اختیار ہیکہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح خود اپنے ساتھ کرلے مگر بعد بالغ ہونیکے اس نابالغ کو اختیار فسخ کا بدستور باقی رہیگا، قاضی کو یہ اختیار نہیں ہیکہ جس نابالغ کا وہ ولی ہو اس کا نکاح اپنے ساتھ یا اپنے کسی رشتہ دار کیساتھ کردے جس کی گواہی اس کے حق میں مقبول نہ ہو۔ اگر کسی عورت کا نکاح اسکے ولی نے مثلاً زید کیساتھ کردیا اور دوسرے ولی نے مثلاً خالد کیساتھ اسی عورت کا نکاح کردیا پس اگر یہ دونوں ولی درجہ میں مساوی ہیں تو ان میں سے جس شخص نے پہلے نکاح کیا ہے اسکا صحیح ہو جائیگا اور اگر یہ معلوم نہ ہوسکے کہ کون پہلے ہوا اور کون پیچھے تو دونوں نکاح باطل ہو جائینگے اور اگر دونوں ولی درجہ میں مساوی نہ ہوں تو ولی قریب نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہو جائیگا اور ولی بعید کا کیا ہوا نکاح باطل ہو جائے گا۔

ولی بعید کو بحالت نہ موجود ہونے ولی قریب کے لڑکی کے نکاح کردینے کا اختیار ہے بشرطیکہ ولی قریب ایسے مقام میں ہو کہ اگر اس کے آنے کا انتظار کیا جائے تو وہ نسبت نکاح کی قطع ہو جائے اور جہاں ٹھیری ہے وہ کفو ہو **مثال** کسی نابالغ لڑکی کا باپ سفر میں گیا اسکی غیبت میں ک

عہ مثلاً اپنا مہر طلب کرے یا نفقہ مانگے یا ہنس دے ۱۲ عہ لونڈی کی تخصیص اس لیئے کی گئی کہ غلام کو یہ اختیار نہیں کہ نکاح اسکے مالک نے کردیا تھا اس کو وہ بعد آزاد ہونے کے فسخ کرسکے ۱۲ سہ لونڈی کے لیئے مسئلہ سے واقف ہونا عذر کیونکہ وہ اپنے مالک کی خدمت میں مصروف رہتی ہے تحصیل علم کا اس کو موقعہ نہیں ملتا بخلاف آزاد عورت کہ اس کو تحصیل علم کا موقع ہر وقت حاصل ہے پس اس کے حق میں مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں سمجھا گیا

لہ بعض فقہا نے سفر میں مدت قصر کا اعتبار کیا ہے یعنی اگر وہ ایسا سفر ہو کہ اس میں قصر جائز ہے تو ولی بعید کو اختیار ورنہ نہیں مگر یہ قول قوی نہیں ہے (شامی)

[illegible]وکے یہاں سے اس لڑکی کے نکاح کا پیغام آیا تو اس لڑکی کا نکاح اسکا دادا کر سکتا ہے بشرطیکہ شوہر
[illegible]طرف کے لوگ اس کے باپ کے لوٹنے تک انتظار کرنے پر راضی نہ ہوں پھر جب باپ اس کا
[illegible]ٹ کر آجائے گا تو وہ اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔

[illegible]لی قریب کی موجودگی میں اگر ولی بعید نکاح کر دے تو وہ نکاح اس ولی قریب کی اجازت پر
[illegible]قوف رہے گا اگر وہ اپنی رضامندی ظاہر کر دیگا تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جائیگا ولی قریب
[illegible]ر نکاح کر دینے سے انکار کر دے تو ولی بعید نکاح کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

[illegible]اگر کسی بالغ عورت کا نکاح کرنا چاہے اور اس سے اجازت طلب کرے خواہ خود یا بذریعہ اپنے
[illegible]یل کے یا نکاح کرنا چاہے اور اس کی اس عورت کو خبر کرے تو اگر وہ عورت اپنی رضامندی ظاہر
[illegible]دے یا سکوت کرلے یا کوئی فعل ایسا کرے جو حسب رواج رضامندی کے منافی نہ ہو تو وہ نکاح
[illegible]ہو جائے گا خواہ باکرہ ہو ثیبہ۔

[illegible]کوئی مرد یا عورت کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دے یعنی اس کو اختیار دیدے کہ تو جس کے
[illegible]تھ چاہے میرا نکاح کر دے تو وہ وکیل جس کے ساتھ اس کا نکاح کر دیگا صحیح ہوگا مگر اس
[illegible]ح کے صحیح ہونے کی یہ شرط ہے کہ جس قدر مہر موکل نے کہدیا ہے اسکے خلاف نہ ہو اگر اسکے
[illegible]ف ہو جائیگا تو نکاح نہ ہوگا ہاں اگر موکل بعد میں اپنی رضامندی اس مہر سے ظاہر کر دے تو نکاح
[illegible]ائے گا اگر وکیل نے موکل کے مقرر کیے ہوئے مہر کے خلاف پر نکاح کر دیا اور موکل کو یہ
[illegible]م نہیں ہوئی تو جسوقت یہ بات اس کو معلوم ہو جائیگی اور وہ اس سے راضی ہو جائے گا تو
[illegible]ح صحیح رہیگا اور اگر اس سے راضی نہ ہوگا تو نکاح باطل ہو جائیگا گو باہم خاص استراحت کی بُو
[illegible]آگئی ہو، مثال (۱) کسی مرد نے کسی شخص کو وکیل کر دیا اور اس سے کہدیا کہ ایکہزار روپیہ
[illegible]مقرر کرنا وکیل نے دو ہزار پر نکاح کر دیا اور موکل کو اس امر کی اطلاع نہیں کی یہانتک کہ زمین
[illegible]خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی تو اب بھی اس مرد کو اختیار ہے چاہے نکاح کو قائم رکھے یا باطل کر دے
[illegible]کو اختیار نہیں ہیکہ یہ کہے کہ میں زیادتی اپنے پاس سے دیدوں گا (۲) کسی عورت نے کسیکو اپنے

[illegible]ن لوگوں نے لکھا ہے کہ ثیبہ عورت جب تک صریحی اجازت نہ دے اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا مگر درحقیقت یہ بات رواج
[illegible]ق ہے جہاں کہیں یہ رواج ہو کہ ثیبہ عورتیں صریحی اجازت دیتی ہوں وہاں بغیر ان کے صریحی اجازت کے نہ ہوگا اور جہاں
[illegible]نہ ہو وہاں یہ قید نہیں ہے ۱۲۔

Marfat.com

نکاح کا وکیل کیا اور کہدیا کہ چار سو روپیہ مہر مقرر کرنا وکیل نے اس کا نکاح تین سو روپیہ
اس عورت کو اطلاع نہیں کی یہانتک کہ اس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی تو
اس عورت کو اختیار ہے چاہے نکاح قایم رکھے چاہے باطل کردے (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ
اگر موکل نے ایک عورت سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہو اور وکیل دو عورتوں سے نکاح کر
تو یہ دونوں نکاح باطل ہوجائینگے۔

حاصل یہ ہیکہ وکیل اگر اپنے موکل کے حکم کے خلاف کرے مگر وہ بات موکل کے حق میں
مفید ہو یا خلاف بہت ہی خفیف ہو تو وہ نکاح قطعاً صحیح ہوجائیگا اور اگر وہ بات موکل کے حق
میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے تو یہ نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا مثلاً کسی موکل نے اپنے
یہ کہا کہ میرا نکاح بوڑھی یا اندھی عورت سے کردے وکیل نے آنکھ والی یا جوان عورت سے اسکا نکاح
یا مثلاً موکل مرد نے وکیل سے کہا تھا کہ پانچسو روپیہ مہر پر میرا نکاح کردے وکیل نے چار سو روپیہ
پر کردیا یا موکل عورت ہو اور وہ کہے کہ ایکہزار روپیہ مہر پر نکاح کردے، وکیل دو ہزار مہر پر نکاح
پر کردے تو یہ سب نکاح قطعاً صحیح ہوجائینگے کیونکہ ان سب صورتوں میں وکیل کی مخالفت موکل
کے حق میں مضر نہیں ہے (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۱) وکیل کو یہ بھی اختیار رہیگا کہ اپنے موکل کا نکاح اپنے ساتھ
کرلے، اگر کوئی فضولی کسی شخص کا نکاح کردے اور بعد اسکے اس شخص کو خبر کرے جس کا نکاح کیا
ہے پس اگر وہ راضی ہوجائے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوجائے گا، اگر فضولی کے مرجانے کے
نکاح سے رضامندی ظاہر کردی جائے تب بھی نکاح صحیح ہوجائے گا۔

وکیل کو نکاح کردینے کے بعد قبل اجازت کے فسخ کردینے کا اختیار ہے فضولی کو یہ اختیار نہیں ہے

مثال کسی وکیل نے اپنے موکل کا نکاح ایک بالغ عورت سے بغیر اسکی اجازت کے کردیا تو اس
وکیل کو اختیار ہیکہ قبل اس عورت کی اجازت کے اس نکاح کو فسخ کردے اور اپنے موکل کا نکاح
دوسری عورت سے کردے بخلاف فضولی کے کہ وہ نکاح کرچکنے بعد خود فسخ کرنیکا اختیار نہیں رکھتا
وکیل کو یہ اختیار نہیں ہیکہ اپنے موکل کا نکاح اپنی لونڈی کیساتھ یا اس نابالغ لڑکی کیساتھ کرے
جسکا وہ ولی ہے اور اگر ایسا کرے تو موکل کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ راضی ہوجائے
تو نکاح صحیح ہوجائے گا ورنہ باطل ہوجائے گا (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

Marfat.com

مسئلہ ایک ہی شخص زوجین کی طرف سے ایجاب وقبول دونوں کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ دونوں کا ولی ہو یا دونوں کا وکیل ہو یا ایک طرف سے وکیل ہو دوسری طرف سے ولی ہو یا ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف سے ولی ہو یا ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف سے وکیل فضولی کو اختیار نہیں ہیکہ وہ دونوں طرف سے خود ہی ایجاب وقبول کرے۔

کفو کا بیان

نکاح کے صحیح ہونیکی چوتھی شرط یہ ہیکہ عورت اگر غیر کفو سے نکاح کرے تو ولی کی رضامندی شرط ہے کفو کی تعریف تو ہم مقدمہ میں بیان کر چکے ہیں اب چند مسائل اسکے یہاں درج کرتے ہیں۔

(۱) کفو ہونیکا اعتبار صرف مرد کیطرف سے ہے یعنی مرد عورت کا کفو ہونا چاہیے عورت اگر مرد کی کفو نہ ہو تو کچھ حرج نہیں

(۲) کفائت کا اعتبار صرف ابتدائے نکاح کیوقت ہے اگر کوئی مرد نکاح کے ہوتے وقت کفو تھا مگر بعد نکاح کفائت جاتی رہی مثلاً پہلے پرہیزگار تھا اب بدکار ہو گیا تو یہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔

(۳) اگر کسی عورت نے اپنا نکاح کسی غیر کفو کیساتھ کر لیا مگر نکاح کرتے وقت یہ نہ معلوم تھا کہ وہ کفو نہیں ہے بعد نکاح کے معلوم ہوا تو اس عورت کے ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں بشرطیکہ یہ نکاح بغیر انکی اجازت کے ہوا ہو اور اگر اس عورت کا نکاح انھیں اولیا نے کیا ہے تو پھر ان کو بھی فسخ کرانے کا اختیار نہیں، ہاں اگر نکاح کرتے وقت اس عورت نے یا اسکے اولیا نے مرد سے اس بات کی شرط کر لی ہو کہ ہم تیرے ساتھ اسی شرط پر نکاح کرتے ہیں کہ تو کفو ہے یا اس مرد نے ان لوگوں سے کہا ہو کہ میں تمہارا کفو ہوں اور انھوں نے اسکے کہنے پر اعتبار کرکے نکاح کر دیا ہو تو اب اگر بعد نکاح کے معلوم ہوگا کہ وہ مرد کفو نہیں تو اس عورت کو یا اسکے اولیا کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہو

---

(۱) دونوں کے ولی ہونے کی صورت یہ ہیکہ ایک اس کا بیٹا ہو اور ایک اسکی بھتیجی، دونوں کے وکیل ہونیکی صورت ظاہر ہے ایک طرف سے وکیل وہ ہو اور دوسری طرف کا ولی ہو مثلاً اس کا بیٹا ہو یا بھتیجا ایک طرف سے اصیل ہونیکی صورت یہ ہیکہ خود اپنے ساتھ اپنے فلاں موکلہ کا نکاح کرے ۱۲ عفی (۲) اس کلیہ کیخلاف ایک جزئیہ علامہ شامیؒ نے بیان کیا ہیکہ اگر کوئی حجام کسی مجہول النسب عورت سے نکاح کرے اور بعد اس نکاح کے کوئی قریشی اس کا دعویٰ کرے کہ یہ لڑکی میری ہے اور اسکو ثابت کر دے تو اب قریشی کو اختیار ہیکہ اس عورت کا نکاح اس حجام سے فسخ کرا دے مگر دراصل یہ جزئیہ اس کے خلاف نہیں بلکہ یہ جداگانہ صورت ہیکہ نکاح کے وقت کفو ہونا معلوم ہی تھا بعد معلوم ہوا ہے اور ایسی حالت میں ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے بشرطیکہ اس کی بلا اجازت نکاح ہوا ہو ۱۲

Marfat.com

(۴) کفو ہونیکے لیئے صرف انھیں چھ[۶] چیزوں میں برابری شرط ہے جنکا ذکر ہم مقدمہ میں کرچکے ہیں ان کے علاوہ اور کسی بات میں برابری[۵] شرط نہیں نہ عقل میں برابر ہونا شرط ہے نہ عمر میں ہونا شرط ہے نہ حسن و جمال میں نہ عیوب سے سالم ہونے میں۔

اگر کوئی شخص خود مالدار نہ ہو مگر اس کے ماں باپ مالدار ہوں اور اس کی خرچ کی کفالت کرتے ہوں تو وہ شخص مالدار سمجھا جائیگا اس کے کفو ہونے میں کسی طرح کا نقصان نہ ہوگا، مقدمہ میں ہم لکھ چکے ہیں کہ غیر عربی[۵] النسل عربی النسل کا کفو نہیں ہو سکتا اس سے ایک صورت مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ اگر غیر عربی النسل علم دین کا عالم ہو تو وہ عربی النسل بلکہ خاص قریشی عورت کا جو علم سے بے بہرہ ہو کفو ہو جاتا ہے (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

نکاح کی چار شرطوں کا بیان ہو چکا اب تین شرطیں اور باقی ہیں مگر پانچویں اور ساتویں شرط بالکل صاف ہے اس کی شرح کرنے کی حاجت نہیں، اب ہم چھٹی شرط کا ذکر کرتے ہیں۔

مہر کا بیان

ہم لکھ چکے ہیں کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیئے شرط ہے کہ یہ نیت نہ ہو کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا، اس شرط کو اور لوگوں نے ذکر نہیں کیا، بعض نے اس کے

---

[۵] بعض لوگوں نے ان کے علاوہ اور باتیں بھی لکھی ہیں جن میں برابری ہونا چاہیئے مثلاً فتاوی حامدیہ میں ہے کہ مرد کا خاص استراحت پر قادر ہونا بھی کفاءت کی شرط ہے اگر باپ دادا کے علاوہ کوئی ولی عورت کا نکاح کسی غنین کے ساتھ باوجود علم کے کر دے تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا یا مثلاً فتاوی قاضی خاں میں لکھا ہے کہ متاخرین کا اس میں اختلاف ہے کہ عقل میں برابری شرط ہے یا نہیں مگر یہ اقوال ضعیف ہیں ۱۲۔ [۵] بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ غیر عربی النسل قریشی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا گو کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ علامہ شامیؒ اس قول کو رد کر کے لکھتے ہیں کہ کون کہے گا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام حسن بصری جو عربی النسل نہیں ہیں ایک عربی النسل جاہل عورت کے کفو نہیں ہیں ۱۲۔

خلاف[عہ] لکھا ہے۔
مہر کا ذکر کرنا نکاح کے صحیح ہونیکے لیئے شرط نہیں ہے اگر مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب ہوگا۔
مہر میں دو باتیں شرط ہیں (۱) یہ کہ وہ از قسم مال ہو پس اگر کوئی شخص کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس کا مہر اس کی آزادی کو قرار دے تو صحیح نہیں یعنی یہ آزادی مہر نہوگی کیونکہ آزادی از قسم مال نہیں ہے اسیطرح اگر کوئی شخص سور یا شراب کو مہر قرار دے تب بھی صحیح نہیں کیونکہ یہ دونوں چیزیں شریعت میں مال نہیں سمجھی گئی ہیں۔
وہ منافع جن کے معاوضہ میں اجرت لینا جائز ہے از قسم مال سمجھے جائیں گے اور ان کا مہر قرار دینا صحیح ہوگا پس اگر کوئی شخص اپنی بی بی کا مہر اپنے گھوڑے کی سواری یا اپنے ملازم کی خدمت یا اپنے گھر کی سکونت کو قرار دے تو صحیح ہے کیونکہ ان چیزوں کے مقابلہ میں اجرت لینا جائز ہے لیکن اگر شوہر خود اپنی خدمت کو مہر قرار دے، مثلاً یہ کہے کہ میرا پانی بھر دیا کروں گا تو درست نہیں کیونکہ اس میں شوہر کی اہانت ہے ہاں اگر کوئی ایسی خدمت ہو جو باعث ذلت نہ ہو جیسے بکریوں کا چرانا[عہ] یا کاشت کر دینا تو درست ہے اسی طرح اگر شوہر اپنی زوجہ کے مالک یا ولی کی خدمت کر دینے کو مہر قرار دے تب بھی

عہ اکثر فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مہر نہ دینے کی شرط کرے تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور شوہر پر مہر مثل

مگر اسکی دلیل کوئی نہیں بیان کرتے اور جو بیان کرتے ہیں اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی [illegible] لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً یعنی تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم طلاق دیدو قبل اسکے کہ ان سے خاص استراحت کرو یا انکا مہر مقرر کرو اس آیت سے صاف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ مہر کے مقرر ہوئے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ مہر کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے اور یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ مہر کے نہ دینے کی شرط کرنے سے بھی نکاح صحیح ہو جائیگا اور یہ بات دوسری آیت سے ثابت ہے کہ مہر کا ہونا نکاح کے لیئے نہایت ضروری ہے پس اگر [illegible] نیستا ہوگی تو نکاح کیسے صحیح ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَبْتَغُوا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ بشرطیکہ تم اپنے مال کے بدلے [illegible]

عہ شافعیہ اسکے خلاف ہیں انکے نزدیک از قسم مال ہونا ضروری نہیں، البتہ ہمارے دلیل یہی آیت ہے اِنْ تَبْتَغُوا بِاَمْوَالِكُمْ اللہ تعالیٰ نے مال کی تخصیص کر دی ہے "۵ بکریوں کا چرانا دلیل تام نہیں ورنہ حضور اور حضرت [illegible] کا بکریاں چرانا ہے ۱۲

Marfat.com

درست ہے بشرطیکہ زوجہ راضی ہوجائے اور وہ عورت اگر چاہے تو اپنے ولی سے اس خدمت کی قیمت لے سکتی ہے ہاں لونڈی اپنے مالک سے نہیں لے سکتی کیونکہ لونڈی کے مال کا مالک اس کا آقا ہے بخلاف آزاد عورت کے کہ اس کے مال کا مالک اس کا ولی نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کو مہر قرار دے تو جائز نہیں کیونکہ تعلیم قرآن اُن منافع میں نہیں ہے جس کے مقابلہ میں اجرت لینا جائز ہے۔

دوسری شرط یہ ہیکہ مہر کم سے کم دس درہم چاندی کی قیمت کا ہو خواہ چاندی سونے کی قسم سے ہو یا اور کوئی چیز ہو جسکی قیمت دس درہم کے برابر ہو پس اگر کوئی شخص دس درہم سے کم مہر باندھے تو صحیح نہیں دس درہم اسکے ذمہ واجب ہوجائینگے، اگر کسی شخص نے مہر میں کوئی چیز ایسی مقرر کردی

عہ جیسے حضرت شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا تو یہی مہر مقرر کیا تھا کہ تم میری بکریاں آٹھ برس تک چرادو اس قصہ کا حق تعالیٰ نے قرآنمجید میں ذکر فرمایا ہے اور پھر اسکے بعد کوئی ذکر اس امر کا نہیں ہیکہ یہ حکم اب منسوخ ہے، لہذا اسپر عمل باقی ہے بعض لوگوں نے اس قصہ سے یہ بھی ثابت کیا ہیکہ اگر خود بی بی کی خدمت کو مہر قرار دیدے تب بھی درست ہے حالانکہ یہ بات اس قصہ سے ثابت نہیں ہوتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو خدمت کی تو اپنی بی بی کے باپ کی کی نہ کہ اپنی بی بی کی ۱۲ عہ شافعیہ کہتے ہیں کہ تعلیم قرآن کو مہر قرار دینا درست ہے اسلیئے کہ صحیح بخاری میں مروی ہیکہ حضرت نے ایک شخص کا نکاح کیا اور فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے عرض کیا کہ کچھ نہیں آپ نے فرمایا کہ کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی تلاش کرلا اس نے تلاش کی مگر وہ بھی نہ نکلی تو آپ نے فرمایا کہ جس قدر قرآن تیرے پاس ہے یعنی تجھے یاد ہے اس کے عوض میں میں نے تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کردیا، حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بما معك من القرآن - ترجمہ :- جسقدر قرآن تیرے پاس ہے اسکے عوض میں صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہیکہ جسقدر قرآن تیرے پاس ہے اسکی وجہ سے تیرے ساتھ نکاح کردیا یعنی چونکہ یہ بزرگی تجھکو حاصل ہے اگرچہ اسوقت مال دنیاوی تیرے پاس نہیں ہے اس سبب سے میں نے تیرے ساتھ نکاح کردیا اور مہر کا ذکر تو آپ نے اسوجہ سے نہیں کیا جب اس کے پاس ہوگا دس درہم دیدیگا یا آپ نے ذکر فرمایا مگر راوی نے نقل نہیں کیا بعض متاخرین حنفیہ نے بھی اس بناء پر کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا ان کے نزدیک بضرورت جائز ہے تعلیم قرآن کو عند الضرورت مہر قرار دینا بھی جائز کردیا ہے مگر یہ صحیح نہیں کہ نہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز نہ اس کو مہر قرار دینا جائز، چنانچہ ہم آئندہ اسکی تحقیق کرینگے ۱۲ عہ شافعیہ کے نزدیک دس درہم سے کم مہر بھی درست ہے کیونکہ بعض احادیث میں اس سے کم مہر وارد ہوا ہے حنفیہ کہتے ہیں وہ سب حدیثیں ضعیف ہیں سوا اس حدیث کے جسمیں لوہے کی انگوٹھی کا ذکر ہے جو اگرچہ صحیح بخاری سے منقول ہوچکی ہے سو اسمیں بھی یہ احتمال ہے کہ شاید آپ نے اس انگوٹھی کی تلاش مہر کا بعض حصہ ادا کرنیکے لیئے کرائی ہو نہ یہ کہ وہی انگوٹھی پورا مہر تھی کیونکہ اس زمانہ میں دستور تھا کہ کچھ حصہ مہر کا قبل خاص استراحت کے ادا کردیا کرتے تھے پس اس حدیث سے استدلال شافعیہ کا صحیح نہیں اور حنفیہ کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ لا مهر اقل من عشرة دراهم یعنی مہر دس درہم سے کم (درست) نہیں اس حدیث کو بیہقی نے ضعیف اور ابن ابی حاتم نے بقول حافظ ابن حجر بسند حسن روایت کیا ہے ۱۲۔

جسکی قیمت اسوقت دس درہم کی تھی مگر اسکے بعد وہ چیز ارزاں ہوگئی یہانتک کہ جب اسنے اپنی بی بی کو وہ چیز دی اسوقت اسکی قیمت آٹھ درہم کی تھی تو کچھ حرج نہیں اسکے ذمہ اسی چیز کا دیدینا واجب ہے **مثال** کسی شخص نے دو گز کپڑے پر مہر باندھا جسوقت نکاح ہوا اسوقت تو اس کپڑے کی قیمت فی گز پانچ درہم تھی مگر بعد نکاح کے وہ کپڑا ارزاں ہوگیا یعنی جسوقت اسنے اپنی بی بی کو وہ کپڑا دیا تو اسکی قیمت فی گز چار درہم تھی تو اس صورت میں شوہر کو اس کپڑے سے زیادہ دینے کی ضرورت نہیں۔ **زیادہ مہر** کی کوئی حد شریعت نے مقرر نہیں فرمائی جسقدر دینے کی جس شخص میں استطاعت ہو اسقدر مہر باندھ سکتا ہے مگر مناسب یہ ہیکہ بنظر اتباع سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات و بنات طیبات کے مہروں میں سے کسی مہر کو اختیار کرے جو ذیل میں ہم نہایت تحقیق روایات سے درج کرتے ہیں .... علماء سیر نے لکھا ہیکہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیبیاں ایسی تھیں جنکو آپکی خاص استراحت کا شرف حاصل ہوا تھا انمیں سے ام المومنین خدیجہ و ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں وفات پا چکی تھیں، باقی نو بیبیاں آپکے بعد تک زندہ رہیں ہم نے یہاں ان ہی گیارہ بیبیوں کا ذکر کیا ہے، سوا انکے بیس یا کچھ زیادہ بیبیاں اور ہیں کہ بعض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا مگر خاص استراحت کی نوبت نہیں آئی کہ انسے مفارقت فرمائی اور بعض سے صرف خواستگاری فرمائی مگر نوبت نکاح کی نہیں آئی اور بعض سے نکاح ہوچکا تھا مگر جب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا[1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یہ آیت کا مضمون سنا دیا اور انھوں نے علیحدگی اختیار کرلی .... شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج میں ایک بارہویں بی بی کا بھی پتہ دیا ہے انکا نام ریحانہ بنت زید تھا یہ پہلے یہودی تھیں آنحضرت نے انکو آزاد کرکے ۶ھ میں انسے نکاح کرلیا حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت ان ہی کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا (ص ۵۵۰) مگر اکثر علماء اسکے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں نہیں لونڈیوں میں تھیں، واللہ اعلم .... صاحبزادیاں آپکی چار تھیں انمیں سے تین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی وفات پاگئی تھیں صرف حضرت فاطمہ زہرا آپکے بعد باقی رہیں تھیں۔ **اب** ہم دو نقشے بناتے ہیں ایک میں ازواج پاک کے مہر لکھے گئے ہیں اور دوسرے میں بنات طاہرات کے ایک خانے میں مہر کی مقدار اس وزن سے لکھدی گئی ہے جو آنحضرت کے زمانہ میں رائج تھا دوسرے خانہ میں اس زمانہ کے اعتبار سے تیسرے خانہ میں اسکی قیمت اس زمانہ کے حساب سے چوتھے خانہ میں مختصر حالات

[1] دس درہم موافق وزن رائج کے ایک تولہ ۹ ماشہ ۱ رتی کے ہوتے ہیں کیونکہ ایک درہم دو ماشہ ۶ رتی کا ہوتا ہے جیسا کہ ہم اپنی کتاب میں بتحقیق لکھ چکے ہیں ۱۲ منہ ترجمہ:- اے نبی اپنی بیبیوں سے کہدو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کے ساز و سامان کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دیدوں اور تمہیں اچھی طرح سے رخصت کردوں ۱۲۔

تقشیم مہر ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن از سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ام المومنین کا نام	مقدار مہر بزبان قدیم شرعی	وزن رائج	قیمت بحساب روپیہ انگریزی	مختصر کیفیت
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	۱۲ — اوقیہ طلا	۹۱ تولہ ایک ماشہ ۶ رتی طلا	۱۳۰ روپیہ ۱۳ روپیہ ۸ پائی	ان کے والد کا نام خویلد ہے، ماں کا نام فاطمہ پہلے ابوہالہ کے نکاح میں تھیں پھر عتیق بن عائذ کے نکاح میں آئیں بعد ان کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اسوقت آپ کی چالیس سال کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال کی، سب اولادیں آپکی انھیں سے تھیں سوا حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے تھے واقعہ فیل ۲۵ سال بعد ان کے ساتھ نکاح ہوا اور ہجرت سے تین برس پہلے وفات پائی، مقبرہ حجون مکہ معظمہ میں مدفون ہیں۔
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۷۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ صہ	ان کے والد کا نام زمعہ، ماں کا نام سموس، پہلے ان کا نکاح سکران کے ساتھ ہوا۔ دونوں اول بعثت میں مسلمان ہوئے اور حبش کیطرف ہجرت کی، سکران کی وفات کے بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں حضرت معاویہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی گھوارہ کی ایجاد سب سے پہلے انھیں کے جنازہ کے لیے ہوئی تھی مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۷۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ صہ	ان کے والد کا نام ابوبکر صدیق خلیفہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے مکہ معظمہ میں بعمر شش سالگی حضرت کے عقد نکاح میں آئیں حضرت کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی حضرت کو تمام ازواج سے زیادہ ان کے ساتھ محبت تھی حضرت معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی، مدینہ منورہ جنت البقیع میں مدفون ہیں

عہ حضرت — موقف سلام — موظر العالمی نے — انگریزی روپے — سے جو حساب — لگایا ہے وہ — اس زمانہ کا ہے — جب سونا الصہ — تولہ اور چاندی — ایک روپیہ کی — ۱۷ ماشہ تلتی تھی — (باقی شمہ)

Marfat.com

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۲، تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لاہور	ان کے والد کا نام حضرت عمر فاروق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ماں کا نام زینب بنت مضعون ہے پہلے خنیس بن حذافہ کے ساتھ نکاح ہوا جب واقعہ بدر یا احد کے بعد ان کی وفات ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں شعبان ۳ھ میں ان کے ساتھ نکاح ہوا جمادی الاولیٰ ۴۱ھ میں بعہد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پائی۔
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۱۰ درہم نقرہ	ایک تولہ ۵ ماشہ مروجی نقرہ	عصر ہم چینی	نام ان کا ہند، والد کا نام امیہ، ماں کا نام عاتکہ، پہلے ابوسلمی کے نکاح میں تھیں ابوسلمی جنگ احد میں زخمی ہو گئے تھے وہی زخم تازہ ہوا اور ۴ھ میں وفات پائی اس کے بعد حضرت کے نکاح میں آئیں شوال ۴ھ میں ان کے ساتھ نکاح ہوا رمضان ۵۹ھ میں یزید بن معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت سیدنا حسینؓ کی شہادت کے بعد وفات پائی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۱۰ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لاہور	نام ان کا برہ ہے، والد کا نام خزیمہ بڑی سخیہ تھیں، زمانہ جاہلیت سے ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جب وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو حضرت کے نکاح میں آئیں رمضان ۳ھ میں ان کے ساتھ نکاح ہوا اور دو مہینے کچھ دن بعد ربیع الاول ۴ھ میں وفات پائی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۱۰ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لاہور	نام ان کا [illegible] ان کے نکاح میں تھیں [illegible] کے ساتھ نکاح کیا ان کا [illegible] حضرت کے ساتھ [illegible] ۸ھ میں حضرت فاروقؓ کے [illegible] وفات پائی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ دینار طلا	۱۰۴ تولہ ایک ماشہ طلا	۶ھ	ان کے والد کا نام سفیان، ماں کا نام صفیہ، پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جب وہ مرتد ہو گیا اور یہ ان دنوں ہجرت کر کے حبش گئی ہوئی تھیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبش کو لکھ بھیجا کہ ام حبیبہؓ کا نکاح میرے ساتھ کر دو انھوں نے تعمیل ارشاد کی ۷ھ میں ان کے ساتھ نکاح ہوا اور ۴۴ھ میں وفات پائی۔ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۷۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	۷ھ	ان کے والد کا نام حارث، ماں کا نام ہند، ان کا نام بھی برّہ تھا، حضرتؐ نے میمونہ رکھا، پہلے مسعود بن عمرو کے نکاح میں تھیں، پھر ابورہم کے نکاح میں آئیں ان کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذیقعدہ ۷ھ میں بمقام سرف جو مکہ معظمہ سے آٹھ میل ہے ان کا نکاح ہوا اور اسی مقام میں ۵۱ھ میں وفات پائی وہیں مدفون ہیں۔
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۷۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	۵ھ	ان کا نام بھی برّہ تھا حضرتؐ نے جویریہ رکھا، ان کے والد کا نام حارث تھا، غزوہ مریسیع میں قید ہو کر آئیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں پڑیں حضرت نے ان کے بدلہ میں روپیہ دیکر شعبان ۵ھ میں ان کے ساتھ نکاح کیا حضرت معاویہ کے زمانہ میں ربیع الاوّل ۵۰ھ میں وفات پائی، جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا				ان کے والد کا نام حیی بن اخطب تھا حضرت ہارون پیغمبر کی اولاد میں ہیں پہلے یہودی تھیں، سلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں پھر کنانہ بن ربیع کے ساتھ نکاح ہوا جب وہ جنگ خیبر میں قتل ہوا اور یہ قید ہو کر آئیں تو رمضان ۷ھ میں حضرت نے انکے ساتھ نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر مقرر کیا، یہ خاصہ حضرت کا ہے دوسرے کے لیے جائز نہیں رمضان ۵۰ھ میں وفات پائی۔

ازواج المومنین رضی اللہ عنہن

Marfat.com

نام	قدیم شرعی	وزن رائج	روپیہ انگریزی	مختصر کیفیت
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	ماں انکی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں سنہ ۳۰ عام فیل میں پیدا ہوئیں انکا نکاح حضرت نے انکی خالہ کے بیٹے ابوالعاص بن ربیع سے کر دیا تھا، حضرت زینب تو مسلمان ہوگئی تھیں مگر ان کے شوہر مشرک تھے اسوقت تک مشرکوں کیساتھ نکاح جائز تھا حضرت زینب ہجرت کر کے مدینہ آگئیں پھر ابوالعاص بھی مسلمان ہوگئے حضرت زینب کو آپنے پھر ان کے حوالے کر دیا، ایک بیٹا علی نام اور ایک بیٹی امامہ ان سے پیدا ہوئیں علی نے سن بلوغ کو پہنچکر وفات پائی امامہ سے حضرت علی مرتضی نے بعد حضرت فاطمہ کے نکاح کیا حضرت زینب کی وفات سنہ ۸ میں ہوئی۔
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	ماں ان کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں سنہ ۳۳ عام فیل میں پیدا ہوئیں پہلے ان کا نکاح عقبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوا اگرچہ اس نے ابولہب کے ورغلانے سے ان کو طلاق دیدی تو ان کا نکاح حضرت نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ کر دیا نکاح کے چند روز بعد رمضان سنہ ۲ میں وفات پائی۔ ابولہب کے ورغلانے کی وجہ یہ تھی کہ سورہ تبت یدا نازل ہوئی جس میں اس کی مذمت تھی اس کو سن کر وہ جل گیا۔
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	ماں ان کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ان کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوا اس نے بھی حسب قصہ مذکورہ بالا اپنے باپ کے کہنے سے ان کو طلاق دیدی تب ربیع الاول سنہ ۳ میں حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد ان کو بھی حضرت نے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیدیا انھوں نے سنہ ۹ میں وفات پائی۔
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	۴ مثقال ۴ نقرہ	۱۰۴ تولہ ۱۰ شہ ۴ نقرہ	معہ ۶۰۸ پائی	ماں ان کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان کا نکاح حضرت نے صفر سنہ ۹ میں حضرت علی مرتضی کیساتھ کیا، بچہ فرزند پیدا ہوئے حسن حسین محسن بیٹیاں ام کلثوم رقیہ حضرت محسن اور رقیہ نے سن طفولیت میں وفات پائی، زینب کا عبداللہ بن جعفر کیساتھ اور ام کلثوم کا حضرت عثمان کیساتھ نکاح ہوا، حضرت فاطمہ نے ۳ رمضان سنہ ۱۱ میں وفات پائی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

مہر کی مقدار واجب کا بیان

چونکہ مہر کی مقدار مختلف طور پر واجب ہوا کرتی ہے یعنی کبھی تو دس درہم کبھی مہر مسمّٰی، کبھی مہر مثل، کبھی دس درہم کا یا مہر مسمّٰی کا نصف لہٰذا مناسب ہے کہ ہر مقدار کی صورتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کر دیں دس درہم واجب ہونیکی صورتیں علیحدہ ایک جگہ جمع کر دیں اور مہر مثل وغیرہ کی صورتیں علیحدہ علیحدہ تاکہ ناظرین کو مسائل کے معلوم کرنے میں آسانی ہو۔

دس درہم کے واجب ہونیکی صرف نو صورتیں ہیں (۱) مہر دس درہم مقرر کیا جائے خواہ صاف طور پر دس درہم کی تصریح کر دیجائے یا اشارۃً مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور تیرا مہر وہ ہے جس سے کم شریعت نے جائز نہیں رکھا (۲) مہر دس درہم سے کم کیا جائے گو عورت راضی ہو جائے تب بھی دس ہی درہم دینا پڑیں گے۔

مہر مسمّٰی کے واجب ہونیکی یہ صورت ہے کہ نکاح کے وقت کوئی خاص مقدار معین کر دیگئی ہو خواہ صراحۃً معین کر دیگئی ہو مثلاً یوں کہے کہ پانچسو روپیہ مہر پر تیرے ساتھ نکاح کیا یا کوئی بات ایسی کہے کہ اس سے کسی مقدار کا تعین ہو سکے مثلاً یوں کہے کہ فلاں شخص کے غلام کو میں نے مہر میں کیا تو اس صورت میں اس غلام کی قیمت دینا پڑے گی، اگر کسی شخص نے مہر میں ایسے منافع کا جنکی اجرت لینا جائز ہے تو وہ مہر مسمّٰی میں شامل ہیں، مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا یہ ہے کہ میرا غلام تیری خدمت کیا کریگا تو اس صورت میں شخص پر صرف اپنے غلام سے خدمت کرانا ضروری ہوگا۔

مہر مثل کے واجب ہونیکی سات صورتیں ہیں (۱) نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر نہ آیا ہو (۲) کا ذکر آیا ہو مگر اس کی مقدار نہ معین کی گئی ہو مثال کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ مہر جائز فی الشرع[عہ] کی عوض میں نکاح کیا یا یوں کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر جیسا تو کہے منظور کیا یا جیسے دلمیں آئے گا دیدوں گا یا جو کوئی اور آدمی تجویز کرے گا دیدوں گا یا یہ کہے کہ جس قدر روپیہ مجھے اس سال یا اس مہینہ میں ملے وہ تیرا مہر ہے (۳) مہر کی مقدار معین کر دی گئی ہو مگر اس کی قسم نہ بیان کی گئی ہو، مثال کوئی شخص کسی عورت سے

عہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں تیرے ساتھ شرعی مہر پر نکاح کرتا ہوں اور عام طور پر شرعی مہر دس درہم کو کہتے ہیں تو اس صورت میں بھی مہر دس درہم ہوگا اگرچہ جبکہ عام طور پر لوگ جائز فی الشرع مہر مثل کو کہتے ہوں یا یہ کہ اس لفظ کا عام رواج نہ ہو جو کچھ معنی عرف عام میں رائج ہونگے وہی معنی مراد لیے جائینگے

Marfat.com

میں نے تیرے ساتھ دس گز کپڑے یا ایک قطعہ مکان یا ایک جانور کے عوض میں نکاح کیا مگر یہ نہ بیان کیا کہ وہ کپڑا کس قسم کا ہے سوتی یا اونی یا ریشمی یا ولائتی یا دیسی اور وہ جانور کس قسم سے ہے گھوڑا ہے یا گائے یا بکری یا کیا اور مکان کس شہر کس محلہ میں ہے اسمیں کتنی گنجایش ہے (۴) کسی ایسی چیز کو مہر قرار دے جو نہ شرعاً مال سمجھا جاتا ہو مثلاً سور یا شراب پر مہر باندھے (۵) کسی ایسی چیز کو مہر قرار دے جو نہ شرعاً مال ہو نہ عرفاً نہ اس منافع میں سے ہو جنکی عوض میں مال لینا جائز ہے۔ مثال کوئی شخص عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا یہ ہیکہ جو قرض میرا تجھ پر آتا ہے میں ایک سال تک نہ لونگا یا یوں کہے کہ تیرا مہر یہ ہیکہ میں تجھے قرآن مجید پڑھا دوں گا یا یہ کہے کہ میں سال بھر تک تیری خدمت کرونگا یا مثلاً نکاح اس طور ہوا ہو کہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح دوسرے شخص سے کر دے اور وہ دوسرا شخص اسکے معاوضہ میں اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کر دے اور یہی معاوضہ مہر قرار دیا جائے (۶) مہر کی مقدار مقرر کرکے کوئی ایسی بات کا ذکر کر دے جس سے مہر کی نفی ہو جائے، مثال کسی عورت سے کہے کہ ایکہزار روپیہ مہر پر میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا مگر شرط یہ ہیکہ تو ایکہزار روپیہ مجھے دے یا کوئی عورت کسی مرد سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ پچاس اشرفی مہر پر نکاح کیا اور میری پچاس اشرفیاں جو تجھپر قرض ہیں میں نے معاف کر دیں (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۶-۱۵۷) مہر مثل کا ذکر نکاح میں کیا گیا، مثلاً مرد نے عورت سے یہ کہا ہو کہ میں تیرے ساتھ مہر مثل کے عوض میں نکاح کیا خواہ اس مرد کو اس عورت کا مہر مثل معلوم ہو یا نہیں

مہر کی یہ مقداریں جو اوپر مذکور ہوئیں یعنی دس درہم اور مہر مسمیٰ اور مہر مثل یہ پوری مقدار اس وقت ہوتی ہیکہ جب زوجین میں باہم خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت آجائے یا دونوں میں سے کوئی مر جائے یا کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو پہلے اس کے نکاح میں تھی اور اس سے خاص استراحت ہو چکی تھی اور بعد اس کے اس نے اس کو طلاق بائن دیدی تھی مگر ابھی عدت نہیں گزرنے پائی، ایسی عورت سے نکاح کرنے میں دوسرے نکاح کا پورا مہر دینا ہوگا گو اس نکاح کے بعد خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو اور اگر مذکورہ بالا امور میں سے کوئی بات نہ ہوئی تو ان مقداروں کا نصف دینا پڑے گا جیسا کہ ہم نصف مہر کی صورتوں میں ذکر کرتے ہیں

نصف مہر واجب ہونیکی یہ صورت ہیکہ نکاح کے وقت مہر معین ہو چکا ہو خواہ وہ دس درہم ہوں یا اس سے کم و بیش یا مہر مثل ہو اور قبل اس کے کہ اس عورت سے خلوت صحیحہ یا خاص استراحت

Marfat.com

کی نوبت آئے اس کا شوہر اس کو طلاق دیدے، اس صورت میں شوہر کو نصف مہر دینا ہوگا۔
مثال کسی مرد نے کسی عورت سے دس درہم چاندی یا اس قیمت کی کسی اور چیز کو مہر قرار دیکر نکاح کیا اور بعد نکاح کے قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے اس عورت کو طلاق دیدی تو اب اس شخص کو پانچ درہم چاندی یا دس درہم کی قیمت والی چیز کا نصف دینا ہوگا اور اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تھا تب بھی پانچ درہم دینا ہوں گے اور اگر مہر مثل پر نکاح کیا ہے تو جس قدر اس عورت کا مہر مثل ہوگا اس کا نصف دینا ہوگا۔
اور اگر مہر زوجہ کے حوالہ کر چکا ہے تو اب اس سے نصف مہر واپس لینے کا حق رکھتا ہے لیکن نہ جبراً بلکہ اس کی رضامندی سے یا بذریعہ[ع] حکم قاضی کے جب تک وہ عورت خود راضی ہو کر شوہر کو نصف مہر واپس نہ کر دے یا قاضی کی عدالت سے واپسی کا حکم نافذ نہ ہو جائے اسوقت تک اس کل مہر کی مالک عورت سمجھی جائے گی اور اس کے تصرفات[ع] اسمیں صحیح رہیں گے۔
اگر مہر میں بعد عقد نکاح کے کچھ زیادتی پیدا ہو جائے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ زیادتی اصل کے ساتھ متصل ہے یا اس سے علیحدہ ہے متصل ہو تو پھر دیکھنا چاہیئے کہ زیادتی اصل[ص] سے پیدا ہوئی ہے یا خارج سے پیدا ہوئی ہے اسی طرح جو زیادتی علیحدہ ہوگی اس کی بھی دو حالتیں ہوں گی یا تو اصل سے

ع یعنی قاضی کے یہاں درخواست دیجائے اور قاضی اپنے حکم سے نصف مہر واپس کرا دے ۱۲ ع ص یعنی جو چیز مہر میں اسکو دی گئی ہے اگر وہ بیچ ڈالے تو یہ بیع صحیح ہو جائیگی اسی طرح اگر کسی کو ہبہ کر دے تو بھی درست ہو جائے گا ۱۲ ص زیادتی متصل ہوا اور اصل سے پیدا ہوئی ہو اسکی مثال یہ ہیکہ مثلاً کوئی جانور مہر میں دیا گیا ہو اور وہ جانور فربہ ہو جائے تو یہ فربہی کی زیادتی اس جانور کے ساتھ متصل ہے اور اسی سے پیدا ہوئی ہے جیسے کچھ درخت مہر میں دیئے گئے ہوں ان درختوں میں پھل آجائیں یا وہ درخت پہلے چھوٹے تھے اب بڑے ہو جائیں اور جو زیادتی متصل تو ہو مگر اصل سے پیدا نہ ہوئی ہو اسکی مثال یہ ہیکہ مثلاً کوئی کپڑا مہر میں مقرر کیا گیا ہو اسمیں کسی قسم کا رنگ دیدیا جائے یا مثلاً کوئی مکان مہر میں مقرر ہوا تھا اب اس میں کچھ عمارت بڑھا دی جائے ان صورتوں میں زیادتی اصل کیساتھ متصل تو ہے مگر اصل سے پیدا نہیں ہوئی ہے اور جو زیادتی علیحدہ ہو مگر اصل سے پیدا ہوئی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی جانور مہر میں مقرر کیا تھا اب اس کے بچہ پیدا ہو جائے اور زیادتی علیحدہ ہوا اور اصل سے پیدا نہ ہوئی ہو اس کی مثال یہ ہیکہ کوئی زمین مہر میں دی تھی اس میں غلہ پیدا ہوا اور وہ غلہ کاٹ لیا جائے، یا کوئی مکان مہر میں مقرر کیا تھا اس کے کرائے میں کچھ روپے وغیرہ ملے ۱۲۔

Marfat.com

پیدا ہوئی ہوگی یا خارج سے یہ چار صورتیں ہوئیں، یہ چاروں صورتیں اگر قبل اس کے پیدا ہوئی ہوں کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کرایا جائے تو جن صورتوں میں زیادتی اصل سے پیدا ہوئی ہے ان میں اصل مہر کے ساتھ زیادتی کی بھی تنصیف کرکے اس کا نصف ہی زوجہ کو ملے گا، اور باقی دو صورتوں میں زیادتی کی تنصیف نہ ہوگی اور اگر یہ چاروں صورتیں قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہوں تو کسی صورت میں زیادتی کی تنصیف نہ کی جائے گی یعنی صرف مہر کا نصف شوہر کو ملے گا، زیادتی سے اس کو کچھ نہ ملے گا یہ سب صورتیں اس وقت جاری ہوں گی کہ جب زیادتی قبل طلاق کے پیدا ہوتی ہو اور اگر یہ زیادتی بعد طلاق کے پیدا ہوئی ہو تو اسمیں دیکھنا چاہیئے کہ وہ زیادتی قبل قبضہ زوجہ کے پیدا ہوئی ہے یا بعد قبضہ کے اگر قبل قبضہ کے پیدا ہوئی ہو تو اس زیادتی کی تنصیف کی جائے گی، اور اگر بعد قبضہ کے پیدا ہوئی ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ قبل فیصلہ واقعی سے پیدا ہوئی ہے، یا بعد فیصلے کے اگر بعد فیصلہ کے پیدا ہوئی ہے تب بھی اس زیادتی کی تنصیف کیجائیگی، اور اگر یہ زیادتی قبل فیصلہ کے پیدا ہوئی ہو تو اس صورت میں اس زیادتی کا وہی حکم ہے جو مبیع و مسالیع کی زیادتی کا بعد قبضہ مشتری کے ہے (شامی جلد ۲/ صفحہ ۳۶۰)

اگر مہر میں بعد عقد کے کچھ نقصان پیدا ہوجائے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ نقصان کسی آسمانی وراثتی کے سبب سے پیدا ہوا ہے یا شوہر کے فعل سے یا زوجہ کے فعل سے یا اجنبی کے فعل سے یا خود مہر کے فعل سے، یہ کل پانچ صورتیں ہوئیں، یہ صورتیں اگر قبل اس کے پیدا ہوئی ہوں کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کرایا جائے تو پہلی صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اس ناقص چیز کا نصف لے لے چاہے اسکی اس قیمت کا نصف شوہر سے لیلے جو عقد کے وقت تھی، دوسری صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اس مہر ناقص کا نصف اور نقصان کا تاوان شوہر سے لیلے چاہے اس کی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے لے، تیسری صورت میں شوہر کو اختیار ہے اسی ناقص چیز کا ایک نصف اپنے پاس رکھ لے اور دوسرا نصف زوجہ کو دیدے

یعنی اگر وہ زیادتی متصل ہے اور اصل سے پیدا نہیں ہوئی تو اس زیادتی کی تنصیف نہ کی جائے گی بلکہ ایک نصف مہر کو واپس دلایا جائے گا ۱۲ منہ خود مہر کے فعل سے نقصان پیدا ہوجانے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً کوئی غلام مہر میں مقرر کیا گیا ہو وہ غلام چوری کرے اور اس کی سزا میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے یا مہر میں کوئی جانور مقرر کیا گیا تھا وہ جانور کنوئیں یا تالاب میں خود گر پڑے اور مرجائے تو یہ نقصان خود مہر کے فعل سے پیدا ہوا ۱۲۔

Marfat.com

اور چاہے وہ کل مہر ناقص زوجہ کے حوالہ کردے اور زوجہ سے اسکی اس قیمت کا نصف لیلے جو نقصان پہنچانیکے وقت میں اسکی تھی چوتھی صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اسی ناقص مہر کا نصف لیلے اور نقصان کا معاوضہ اس اجنبی سے لے اور چاہے اسکی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے پانچویں صورت کا وہی حکم ہے جو دوسری صورت کا ہے اور اگر یہ پانچوں صورتیں قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہوں تو پہلی، تیسری اور پانچویں صورت میں خواہ قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہوں یا بعد طلاق کے بشرطیکہ قبل فیصلۂ قاضی کے ہوں، شوہر کو اختیار ہے چاہے اسی ناقص مہر کا نصف لیلے اور چاہے اسکی اس قیمت کا نصف زوجہ سے لے جو قبضہ کے وقت اسکی تھی اور اگر یہ صورتیں بعد طلاق کے اور بعد فیصلہ قاضی کے پیدا ہوئی ہوں تو شوہر کو اس ناقص مہر کا نصف اور نقصان کا تاوان زوجہ سے دلایا جائیگا اور دوسری صورت میں شوہر کو اختیار ہیکہ اس ناقص مہر کا نصف لیلے چاہے اس کی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے لے، چوتھی صورت میں شوہر کو اس کی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے دلایا جائیگا (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۵)

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت معین نہ کیا گیا ہو اس کو اختیار ہے چاہے اپنے شوہر سے کہکر باہم رضامندی سے کوئی مقدار مہر کی مقرر کرالے چاہے قاضی کی عدالت میں تعیین مہر کی درخواست دیکر قاضی سے۔

قاضی کو یہ اختیار نہیں ہیکہ اپنی طرف سے مہر کی کوئی مقدار مقرر کرکے شوہر کو اسکو قبول کرنے پر مجبور کرے بلکہ اسکو چاہیئے کہ زوجین کی رضامندی سے کوئی مقدار مقرر کردے اور اگر زوجین میں باہم اختلاف ایک مقدار پر دونوں راضی نہ ہوتے ہوں مثلاً شوہر کہتا ہو کہ پانچسو روپیہ مقرر کیا جائے اور عورت کہتی ہو کہ ایک روپیہ مقرر کیا جائے تو ایسی حالت میں قاضی کو چاہیئے کہ اس عورت کا مہر مثل دریافت کرے اور جس قدر اس کا مہر مثل ہو اسی قدر اس کا مہر مقرر کردے (بحرالرائق جلد ۳ ص ۱۵۹)

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت بھی معین نہ ہوا ہو اور بعد نکاح کے تراضی طرفین سے یا قاضی سے بھی کوئی مقدار معین نہ ہوئی ہو ایسی عورت کو اگر اس کا شوہر قبل خلوت صحیحہ اور خاص اسی کے اس عورت کو طلاق دیدے تو ایسی حالت میں شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہیکہ اس عورت کے مہر مثل کا نصف اس عورت کو دیدے بلکہ اس کے ذمہ صرف اسقدر واجب ہیکہ ایک جوڑا

...ا اس عورت کیلئے بنادے یا اسکی قیمت اسکے حوالہ کرے، ان کپڑوں کی تعداد ہر شہر کے دستور کے ...وافق ہونی چاہیئے اور ان کپڑوں کی قیمت پانچ درہم سے کم نہ ہو اور اس عورت کے ہر شخص کے نصف سے زائد نہ ہوں ...ر زوجین کی حالت کے مناسب ہو یعنی اگر دونوں امیر ہوں تو اعلیٰ درجہ کا لباس بنایا جائے اور اگر کوئی غریب ہے اور ...ئی امیر تو متوسط درجہ کا، ان کپڑوں کے بنا دینے کو یا ان کی قیمت دینے کو متعہ کہتے ہیں۔

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے بعد معین ہوا ہو خواہ تراضی طرفین سے یا حکم قاضی سے اس ...ورت کو اگر قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے طلاق دیجائے تو اس کے مہر کی تنصیف ...ہو گی بلکہ پورا مہر اس عورت کو دلایا جائے گا اور اگر مہر چکی ہے تو اس کا نصف شوہر کو واپس ...دلایا جائے گا۔

مسئلہ شوہر کو اختیار ہے کہ نکاح میں جس قدر مہر معین ہوا ہے نکاح کے بعد اسکی مقدار بڑھا دے ...یہ بڑھائی ہوئی مقدار اسکے ذمہ اسی وقت واجب الادا سمجھی جائیگی جبکہ عورت اسی مجلس میں ...اس زیادتی کو قبول کرے اور اگر وہ نابالغہ ہو تو اس کا ولی قبول کرے، اگر اس عورت کو قبل ...خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے طلاق دیجائے تو اسکی زیادتی کی تنصیف نہ ہو گی، تنصیف ...صرف اسی مقدار کی ہو گی جو نکاح کے وقت معین ہو چکی ہے۔

مسئلہ عورت کو اختیار ہے کہ اپنے مہر کا کوئی جزو یا کل معاف کردے شوہر اس معافی کو قبول ...کرے یا نہ کرے ہر حالت میں اس کا معاف کرنا صحیح ہو جائے گا یعنی اب شوہر کے ذمہ وہ ...معاف کردہ مقدار واجب الادا نہ رہے گی ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ عورت خود اپنی ذات ...سے معاف کرے اس کے ولی کا معاف کرنا معتبر نہیں گو وہ اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو لیکن ...عورت منظور کرلے تو پھر صحیح ہو جائے گا، اگر کسی نابالغہ عورت کا باپ اس کی طرف سے

اس مقام پر فقہا نے بہت اختلاف کیا ہے بعض نے لکھا ہے کہ صرف شوہر کی حالت کے موافق یہ لباس بننا چاہیئے بعض نے ...عورت کی حالت کا لحاظ کیا جائے مگر صحیح یہی قول ہے کہ دونوں کی حالت کا لحاظ کرنا چاہیئے واضح یہ متعہ وہ نہیں ہے جس کی ...شیعہ قائل ہیں اسکو نکاح متعہ یا متعۃ النساء کہتے ہیں اس متعہ کے معنی عورت کے لیے لباس بنا دینا ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ...لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ ...قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ (ترجمہ:۔ اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دیدو قبل اسکے کہ انسے خاص استراحت کرو یا ...مہر مقرر کرو اور تم ان کو متعہ (یعنی کچھ فائدہ) دیدو امیر پر اسکے موافق اور فقیر پر اسکے موافق (یہ متعہ واجب ہے) ۱۲۔

مہر معاف کر دے تو صحیح نہیں۔

مسئلہ۔ جو تفریق کہ شوہر کی طرف سے ہوئی ہو اور عورت کی طرف سے اس کا ہونا ممکن نہ ہو تفریق کا شمار طلاق میں ہے **مثال**۔ لعان کی وجہ سے تفریق ہو گئی یا شوہر کے عنین یا خصی کے سبب سے قاضی کی عدالت میں دعویٰ کر کے تفریق کرا لی گئی، یا مثلاً معاذ اللہ شوہر مرتد ہو گیا جب اس سے مسلمان ہو جانیکو کہا گیا تو اس نے انکار کر دیا یا اس نے اپنی بی بی کی بیٹی یا ماں کی نفسانی کیفیت کے جوش میں تقبیل کر لی ان سب صورتوں میں تفریق طلاق سمجھی جائیگی اور شوہر کے ذمہ مہر یا متعہ[ع] دینا واجب ہوگا ہاں اگر تفریق عورت کی طرف سے ہوئی ہو مثلاً عورت مرتد ہو گئی یا شوہر نابالغ ہونیکے سبب سے اس نے یا اس کے ولی نے تفریق کرا لی یا عورت نے اپنے شوہر کے بوسہ وغیرہ کی نفسانی کیفیت کے جوش میں تقبیل کر لی تو شوہر کے ذمہ مہر یا متعہ واجب ہوگا اگر کسی مرد کا نکاح نابالغ کی حالت میں اس کے ولی نے کر دیا تھا بعد بالغ ہونیکے اس نے اس سے نکاح کرنا منظور کیا تو یہ منظور نہ کرنا طلاق نہ سمجھا جائے گا اور مہر یا متعہ شوہر کے ذمہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ مہر اگر از قسم نقد ہو یعنی چاندی سونے کی قسم سے ہو تو یہ شوہر کو اختیار ہے چاہے چاندی سونا دے چاہے اس کی قیمت دے[ع]، اور اگر مہر چاندی سونے کی قسم سے نہ ہو بلکہ اور کسی قسم کا مال ہو تو اگر وہ سامنے موجود ہو اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہو کہ یہ چیز مہر ہے یا اور کسی طریقے سے اس کی پوری تعیین کر دی جائے، مثلاً جانور کو مہر قرار دیا ہو تو اس کی قسم بیان کر دے گائے ہے یا بھینس اور اس کا پورا حلیہ بیان کر دے یا مکان کو مہر قرار دیا ہو تو اس کا عرض و طول اور مقام اور حدود اربعہ وغیرہ بیان کر دے تو ایسی حالت میں خاص وہی چیز دینا پڑے گی اور اگر تعیین نہیں کی گئی تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ چیز مکیل[ع] اور موزوں ہے یا نہیں اگر مکیل و موزوں نہیں ہے تو اس کی قسم بیان کر دی گئی ہو مثلاً جانور کو مہر قرار دیا گیا ہو تو یہ بیان کر دیا ہو کہ وہ گھوڑا

ع یعنی اگر نکاح کے وقت مہر معین ہو گیا تھا تو مہر، اور جو مہر نہ معین ہوا ہو تو وہ متعہ واجب ہوگا ۱۲ ع۵ مگر قیمت اسکی اسی حساب دینا پڑے گی جو نکاح کے وقت اسکی تھی مثلاً کسی نے ۵ تولہ سونا مہر میں مقرر کیا تھا اور اس وقت ۵ تولہ سونے کی قیمت ایکسو پچیس روپیہ تھی تو اب اگر قیمت دے تو ایکسو پچیس دے خواہ اب سونا ارزاں ہو گیا ہو یا گراں ۱۲ ۵ عرب میں کچھ چیزیں ناپکر بیچی جاتی ہیں جیسے غلہ اور میوہ جات اور کچھ چیزیں تول کر بیچی جاتی تھیں، جو چیزیں ناپ کر بیچی جاتی تھیں ان کو مکیل کہتے ہیں اور جو تول کر بیچی جاتی تھیں ان کو موزوں کہتے ہیں ۱۲۔

ی حالت میں شوہر کو اختیار ہوگا چاہے وہ چیزیں متوسط درجہ کی لے کر مہر دے چاہے اس چیز کی
توسط درجہ کی قیمت زوجہ کے حوالے کردے **مثال**:- کسی شخص نے کسی عورت سے کہا کہ میں
سوتی کپڑے کے عوض میں تیرے ساتھ نکاح کیا تو شوہر کو اختیار ہے چاہے دس گز سوتی کپڑا
توسط درجہ کا مول لیکر دیدے چاہے اسکی قیمت حوالہ کرے، متوسط درجہ سے یہ مراد ہے کہ
نئی قسم کے رائج ہوں مثلاً گاڑھا، نین سکھ، تب زیب وغیرہ، ان قسموں میں جو قسم متوسط درجہ کی
نی قیمت اس کی نہ سب سے بڑھکر ہو اور نہ سب سے گھٹ کر وہ کپڑا لیکر دیدے اور اگر وہ چیز کیل یا موزوں
اور اس کی قسم بیان کر دیگئی ہو مثلاً غلہ کو مہر قرار دیا ہو اور یہ بیان کر دیا ہو کہ وہ غلہ گیہوں ہے تو
وہر کو اختیار رہے گا چاہے متوسط درجہ کے گیہوں مول لیکر مہر میں دیدے چاہے اسکی قیمت
الہ کرے (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۷۷)

مسئلہ اگر مہر میں دو چیزیں ذکر کی جائیں ایک معلوم ہو اور ایک مجہول مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے
میں نے ایکہزار روپیہ اور ایک کپڑے کے عوض میں تجھسے نکاح کیا تو ایسی حالت میں اگر قبل
خاص استراحت کے طلاق دیدے تو شوہر کے ذمہ متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد خلوت صحیحہ یا خاص
تراحت کے طلاق دے تو دیکھنا چاہیئے کہ مہر دے چکا یا نہیں اگر دے چکا ہے تو جو دے چکا وہی
ہتھا اور اگر نہیں دیا تو مہر مثل واجب ہوگا (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۷۸)

مسئلہ مہر میں قرض کا حوالہ بھی دیدینا جائز ہے خواہ وہ قرض کسی اور شخص پر ہو یا خود زوجہ کا شوہر
مال کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور میرا جو پچیس روپیہ قرض
ال شخص پر قرض ہے اسکو میں مہر قرار دیتا ہوں اس صورت میں اگر کسی اور شخص پر وہ قرض ہوگا تو زوجہ کو
یار رہیگا چاہے اپنے مہر کا مطالبہ اس قرضدار سے کرے چاہے اپنے شوہر سے اسکا مطالبہ کرے
مسئلہ اگر مہر میں علاوہ مال کے کوئی ایسی بات بھی مقرر کیا گئی ہو جسمیں زوجہ یا اس کے کسی عزیز کا

لا کپڑے کو مہر قرار دیا ہو اور یہ بیان کر دیا ہو کہ سوتی کپڑا مراد ہے یا ریشمی اور نام اس کپڑے کا اور قیمت اس کی بیان کی ہو ۱۲ منہ
سلئے لگائی گئی کہ اگر کوئی ایسی شرط کی گئی جسمیں زوجہ کا یا اس کے عزیز کا فائدہ نہ ہو بلکہ کسی اجنبی کا فائدہ ہو مثلاً شوہر نے ایکہزار روپیہ
کاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ کسی غیر شخص کو سو روپیہ دیدوں گا تو ایسی صورت میں شوہر اس شرط کو پورا کرنے کے لئے ایکہزار روپیہ
کے ذمہ واجب ہوگا، نفع کی شریعت میں جائز ہونیکی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر وہ نفع ناجائز ہوگا تو اس کے بدلہ میں دونوں
میں وہی مہر معین دینا ہوگا اس نفع کے لوازم نکاح سے نہ ہونے کی شرط اسلئے لگائی گئی کہ اگر وہ نفع لوازم نکاح سے ہو مثلاً شوہر ایکہزار
پر نکاح کرے اس شرط کیساتھ کہ اپنی بی بی کے ساتھ خاص استراحت کریگا تو یہ شرط لغو ہوگی کیونکہ یہ فائدہ تو خود نکاح سے حاصل ہے ۱۲

Marfat.com

نفع ہو اور وہ نفع شریعت میں جائز ہو اور نکاح کے لوازم میں سے نہ ہو تو ایسی حالت میں اگر
اس شرط کو پورا کر دیگا تو ماں کی وہی مقدار دینا پڑے گی جو مہر میں معین ہو چکی ہے اور اگر اس شر
پورا نہ کرے گا تو اس کے ذمہ مہر مثل واجب ہو جائے گا بشرطیکہ مہر مثل اس مقرر کی ہوئی
سے کم نہ ہو۔ مثال کسی مرد نے کسی عورت سے ایکہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس
شرط کے ساتھ کہ عورت کو اس کے وطن سے باہر نہ لیجائے گا یا یہ کہ اسکو اسکے ماں باپ
کے گھر سے جدا نہ کرے گا یا اس شرط پر کہ اس کے بھائی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دیگا یا
شرط کہ میں تیری زندگی میں دوسرا عقد نہ کرونگا یا یہ شرط کہ میری جو دوسری بی بی ہے اسکو طلاق دیدے
ان سب صورتوں میں اگر شوہر ان شرائط کو پورا کر دے گا تو اس کو وہی ایکہزار روپیہ دینا ہوگا جو
مہر میں قرار پا چکا ہے اور اگر شوہر ان شرائط کو پورا نہ کرے گا تو اس کو مہر مثل دینا پڑے گا
خواہ مہر مثل ایکہزار ہو یا ایکہزار سے زیادہ ہاں اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو اس صورت میں
پھر وہی ایکہزار دینا پڑے گا۔

مسئلہ اگر نکاح کے وقت مہر کی دو مقداریں ذکر کیجائیں ایک کم اور ایک زیادہ اور کوئی شرط
بیان کی جائے کہ اگر یہ شرط پائی جائے گی تو یہ زیادہ مقدار دی جائے گی ورنہ یہ کم مقدار تو
ایسی حالت میں اگر وہ شرط پائی جائے گی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی اور اگر نہ پائی جائے
گی تو مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ مہر مثل اس مقدار سے کم نہ ہو اور اس زائد مقدار سے زیادہ نہ
مثال کسی مرد نے کسی عورت سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور اگر تو اپنے گھر میں
رہے گی تو ایک ہزار روپیہ مہر دوں گا اور جو میرے ساتھ رہے گی تو دو ہزار روپیہ
یہ شرط کی کہ تو اگر باکرہ ہے تو دو ہزار روپیہ مہر ورنہ ایک ہزار تو اس صورت میں اگر یہ شر
پائی جائے یعنی وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا باکرہ ہو تو دو ہزار مہر اس کو ملے گا ورنہ
مثل ہاں اگر مہر مثل ایکہزار سے کم ہو تو پھر ایک ہی ہزار اس کو ملے گا یا دو ہزار سے زیادہ

ع صاحبینؒ کے نزدیک اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو مہر کی کم مقدار واجب ہوگی مگر امام ابوحنیفہؒ نے اس مسئلہ میں تفریق کر دی ہیکہ اگر
بدیہی نہیں ہے تو پائی جانیکی صورت میں وہ شرط صحیح ہو جائیگی اور نہ پائی جانیکی صورت میں اس شرط کا اعتبار نہیں اور اگر وہ شرط بدیہی
دونوں صورتوں میں اسکا اعتبار کیا جائیگا اس تفریق کی مصلحت یہ ہیکہ جب بدیہی ہوگی تو اس میں کسی طرح کا جھگڑا نہیں ہو سکتا ہاں
اگر بدیہی نہ ہو تو اس میں جھگڑا پڑے گا لہذا ایسی تدبیر کی گئی جس میں جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے ۱۲۔

تو پھر وہی دو ہزار ملے گا دو ہزار سے زائد نہ ملے گا۔

ہاں اگر وہ شرط ایسی بدیہی ہو کہ ہر شخص دیکھتے ہی معلوم کر لے کہ شرط پائی جاتی ہے یا نہیں تو ایسی حالت میں اگر وہ شرط پائی جائے گی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہو گی اور نہ پائی جائے گی تو کم مقدار واجب ہو گی مثال کسی مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور کہا کہ اگر تو حسین ہے تو دو ہزار مہر دوں گا ورنہ ایک ہزار یا یہ کہا کہ اگر تو جوان ہے تو دو ہزار ورنہ ایک ہزار تو اس صورت میں اگر وہ عورت حسین ہو گی یا جوان ہو گی تو دو ہزار مہر اس کو ملے ورنہ ایک ہزار کیونکہ حسین ہونا یا نہ ہونا، یا جوان ہونا ہر شخص دیکھ کر معلوم کر سکتا ہے (شامی جلد ۲ صـ۳۸۵)

مسئلہ ۱۲ اگر مہر کی ایک ہی مقدار ذکر کرے اور اس مقدار کو کسی چیز پر مشروط کرے تو وہ شرط لغو ہو جائے گی اور جسقدر مہر طے ہو گیا ہے دینا پڑے گا مثال کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس سے یہ کہے کہ تیرا مہر ایک ہزار روپیہ ہے بشرطیکہ تو باکرہ ہو یا بشرطیکہ تو جوان ہو تو ایسی حالت میں اس شخص کو پورا ایک ہزار روپیہ مہر دینا پڑے گا گو وہ عورت باکرہ یا حسینہ نہ ہو۔

مسئلہ اگر زوجین مہر کے بارہ میں اختلاف کریں ایک کہے کہ نکاح کے وقت مہر کا کچھ ذکر نہیں آیا اور دوسرا کہے کہ مہر کا ذکر آیا تھا اور یہ مقدار مقرر ہوئی تھی تو ان میں سے جو شخص مہر کے تعین ہو جانیکا دعویٰ کرتا ہے اس سے ثبوت طلب کیا جائے اگر وہ ثبوت پیش کر دے تو قاضی کو چاہیئے کہ اسیکے موافق فیصلہ کر دے اور اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکے تو جو شخص مہر کی تعین کا اقرار کرتا ہے اس سے حلف لیا جائے اگر وہ حلف پر راضی نہ ہو تو جھوٹا سمجھا جائیگا اور اگر راضی ہو جائے اور حلف اٹھائے تو زوجہ کو مہر مثل شوہر سے دلایا جائے گا۔

اور اگر مہر کی مقدار میں اختلاف کریں یا ایک کہے کہ مہر ایک ہزار روپیہ تھا اور دوسرا کہے کہ دو ہزار تھا اور یہ اختلاف بحالت قیام نکاح کے ہوا ہو یا بعد طلاق کے ہوا ہو مگر خاص استراحت یا خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہو تو دیکھا جائیگا کہ مہر مثل کس کی تائید کرتا ہے اگر مہر مثل شوہر کی تائید کرے یعنی جس قدر مہر اس نے بیان کیا ہے مہر مثل اسی قدر ہو یا اس سے کم ہو تو شوہر کا قول مان لیا جائیگا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو یعنی جس قدر مہر اس نے بیان کیا ہے مہر مثل اسی قدر ہو یا اس سے زیادہ ہو تو عورت کا قول مان لیا جائے گا اور اگر مہر مثل کسی کی تائید نہ کرے یعنی شوہر کی

بیان کی ہوئی مقدار سے زیادہ ہو اور عورت کی بیان کی ہوئی مقدار سے کم ہو تو دونوں سے حلف لیا جائے اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب کیا جائے، اسی طرح اگر مہر مثل نامعلوم ہو تب شوہر کے ذمہ مہر مثل واجب ہوگا اور اگر انمیں سے کوئی اپنے قول کا ثبوت پیش کردے تو اسی کا قول مان لیا جائیگا خواہ مہر مثل اس کی تائید کرتا ہو یا نہیں اور اگر دونوں اپنے اپنے قول کا ثبوت پیش کردیں تو مہر مثل جس کی تائید نہ کرتا ہو اسکا قول مان لیا جائے گا مہر مثل اگر شوہر کی تائید کرتا ہو تو عورت کا قول مانا جائے گا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو تو شوہر کا قول مانا جائے گا، اور اگر یہ اختلاف بعد طلاق کے واقع ہوا ہو اور خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی اس وقت تک نوبت نہ آئی ہو تو دیکھا جائیگا کہ متعہ[ع] مثل کس کی تائید کرتا ہے اگر شوہر کی تائید کرتا ہو یعنی متعہ مثل شوہر کی بیان کی ہوئی مقدار کے نصف کی برابر ہو یا اس سے کم تو شوہر کا قول مان لیا جائیگا اور اس کی بیان کی ہوئی مقدار کا نصف مہر اس سے دلایا جائے گا، اگر متعہ مثل عورت کے قول کی تائید کرتا ہو یعنی اس کی بیان کی ہوئی مقدار کے نصف کے برابر ہو یا اس سے زیادہ تو عورت کا قول مان لیا جائے گا اور اس کی بیان کی ہوئی مقدار کا نصف مہر شوہر سے دلایا جائے گا اور اگر ان میں سے کوئی اپنے دعوی کا ثبوت پیش کردے گا تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر دونوں اپنے اپنے دعوی کا ثبوت پیش کردیں تو متعہ مثل جس کی تائید کرتا ہو اسی کا قول مانا جائے گا اور اگر متعہ مثل کسی کے قول کی تائید نہ کرتا ہو تو دونوں سے حلف لیا جائے اور بعد اس کے متعہ مثل شوہر کے ذمہ واجب کردیا جائے یہ حکم اس وقت ہے جبکہ کسی خاص چیز کو مہر نہ بیان کیا جائے اور اگر کوئی خاص چیز مہر میں بیان کی جائے مثلاً شوہر کہے کہ میں نے یہ گھوڑا مہر میں مقرر کیا تھا اور عورت کہے کہ نہیں یہ گائے مہر میں مقرر کیگئی تھی تو ایسی حالت میں متعہ مثل کی تائید کی کچھ ضرورت نہیں شوہر کے ذمہ متعہ[ع] واجب ہوجائے گا اور اگر زوجین مرچکے ہوں اور ان میں خاص استراحت کی نوبت نہ آئی ہو اور ان کے ورثاء باہم اختلاف کریں تو یہ اختلاف اگر اصل مہر میں ہے ایک کہتا ہے کہ مہر مقرر ہوا تھا اور دوسرا کہتا ہے کہ مہر کا ذکر ہی نہیں آیا جو منکر ہے اسی کی بات

ع متعہ مثل سے مراد وہ متعہ ہے جو اس عورت کے باپ کے خاندان کی عورتوں کا ہو اور اگر ان عورتوں کو متعہ لینے کی نوبت نہ آئی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر ان کو متعہ دیا جاتا تو کس قیمت کا متعہ دیا جاتا ۱۲ ع یعنی متعہ مثل نہ واجب ہوگا بلکہ بطور خود اپنی اور اس عورت کی حیثیت کے مناسب اس کو متعہ دینا چاہیئے خواہ وہ متعہ متعہ مثل سے قیمت میں کم ہو یا زیادہ یا مساوی - ۱۲ -

مانی جائیگی اور مہر مثل شوہر کے وارثوں سے زوجہ کے وارثوں کو دلایا جائیگا اور اگر مہر کی مقدار میں اختلاف ہوا ہے تو شوہر کے وارثوں کی بات قبول کیجائے گی اور اگر زوجین میں خاص استراحت کے وقت کچھ حصہ مہر کا دیدیا جائے تو حکم سابق بدستور باقی رہیگا اور اگر اس شہر کا یہ دستور ہو کہ کچھ حصہ مہر کا قبل خاص استراحت کے زوجہ کو ضرور دیدیا جاتا ہو تو جسقدر دیدینے کا دستور ہو مثلاً چوتھائی مہر دینے کا دستور ہو تو اس قدر حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی مہر زوجہ کے وارثوں کو دلایا جائیگا **مثال**:- شوہر کے وارث کہتے ہوں کہ مہر پانچسو مقرر ہوا تھا اور زوجہ کے وارث کہتے ہوں کہ ایکہزار اور زوجین میں خاص استراحت ہو چکی ہو اور اس شہر کا یہ دستور ہو کہ قبل استراحت کے چوتھائی مہر زوجہ کو دیدیا جاتا ہے تو ایسی حالت میں زوجہ کے وارثوں کو تین سو پچھتر روپیہ دلایا جائیگا اور اگر مثال مذکور میں شوہر کے وارث کہتے ہوں کہ مہر مقرر ہی نہیں ہوا تھا اور عورت کے وارث کہتے ہوں کہ مہر مقرر ہو چکا تھا تو اب مہر مثل کا چوتھائی حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی مہر زوجہ کے وارثوں کو دلایا جائیگا۔

مسئلہ ۱۴ مہر کے ادا ہونیکے لیئے یہ شرط نہیں کہ دیتے وقت یہ بھی بتلائے کہ یہ مہر ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کوئی چیز بھیجے اور یہ نہ بیان کرے کہ کس طور بھیجتا ہے آیا بطور مہر کے یا تحفہ اور نیت یہی ہو کہ بطور مہر کے بھیجتا ہوں تو یہ چیز مہر میں محسوب ہو گی۔

ہاں اگر زوجین میں اختلاف ہو جائے، شوہر کہے کہ میں نے وہ چیز مہر میں بھیجی تھی اور زوجہ کہے کہ نہیں بطور تحفہ کے بھیجی تھی اور وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی نہ ہو تو دونوں سے اپنی اپنی بات کا ثبوت طلب کیا جائے، اگر دونوں ثبوت پیش کر دیں تو زوجہ کا ثبوت مان لیا جائے اور اگر زوجہ ثبوت نہ پیش کر سکے اور شوہر پیش کر دے تو اسکا ثبوت مان لیا جائے اور اگر دونوں ثبوت نہ پیش کر سکیں تو شوہر سے حلف لیا جائے اور اگر وہ حلف اٹھالے تو اسی کی بات مان لیجائے اب اگر وہ چیز موجود ہو تو زوجہ کو اختیار رہے چاہے تو اس چیز کو واپس کر دے اور کہدے کہ میں اس چیز کو مہر میں منظور نہیں کرتی۔ اور اگر وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی ہو تو اس صورت میں زوجہ کی بات مانی جائے گی مگر پہلے اس سے حلف لیا جائے گا۔

ف جو چیزیں ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قایم رہ سکتی ہیں وہ چیزیں بالفعل کھانے پینے کی

نہ رکھی جائینگی، جیسے گھی، شہد، بعض بعض میوہ جات مثل بادام، پستہ اور کشمش وغیرہ جو چیزیں ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قایم نہیں رہ سکتیں وہ چیزیں بالفعل کھانے پینے کہی جائیں گی جیسے روٹی گوشت اور دودھ دہی وغیرہ۔

مسئلہ ۱۵ اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو کوئی چیز بھیجی اور زوجہ یہ کہتی ہیکہ مجھے یہ چیز مہر میں بھیجی ہے اور شوہر یہ کہتا ہیکہ نہیں میں نے امانت کے طور پر رکھائی ہے تو اس صورت میں دیکھنا چاہیئے کہ وہ چیز از قسم مہر ہے یا نہیں اگر از قسم مہر ہو تو زوجہ کی بات مان لیجائیگی اور وہ چیز اسکو مہر میں دلا دی جائیگی ورنہ شوہر کی بات مان لیجائیگی اور شوہر اگر چاہے تو اس چیز کو واپس لیلے مثال مہر میں ایک گھوڑا سو روپیہ کی قیمت کا مقرر ہوا تھا شوہر نے ایک گھوڑا اسی قیمت کا اپنی زوجہ کو بھیجا پس اس صورت میں اگر زوجہ دعوی کرے کہ یہ گھوڑا مجھے مہر میں ملا ہے اور پھر شوہر کو واپس نہ دے تو درست ہے اور اگر شوہر نے گائے بھیجی تو اب اگر زوجہ دعوی کرے کہ گائے مجھے مہر میں ملی ہے تو اس کی بات نہ مانی جائے گی۔

مسئلہ ۱۶ اگر کوئی مرد کسی عورت کو بامید نکاح کچھ دے (جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان میں دستور ہیکہ نسبت ہو جانیکے بعد اور یوں بھی وقتاً فوقتاً شوہر کی طرف سے کچھ چیزیں منسوبہ کے گھر میں بھیجی جاتی ہیں اور کہیں کہیں یہ دستور ہیکہ نسبت کے یا اس کے بعد منسوبہ کے کچھ زیورات بھی بنوا کر بھیجے جاتے ہیں) بعد اسکے وہ عورت خود یا اس کا ولی نکاح کرنے سے انکار کر جائے تو شوہر کو اختیار رہے کہ جو چیزیں اسے مہر میں دی ہیں وہ اگر موجود ہوں خود انھیں کو واپس کر لے اور اگر وہ چیزیں موجود نہ ہوں تو ان کی قیمت اور جو چیزیں بطور کے بھیجی ہوں وہ اگر موجود ہوں تو انکو واپس لے سکتا ہے اور اگر عورت یہ دعوی کرے کہ یہ چیزیں میرے پاس بطور ودیعت کے بھیجی تھیں اور شوہر یہ کہے کہ میں نے ودیعت کی نیت سے نہیں

---

۱۵ یعنی ان چیزوں کا مہر میں ہونا باتفاق زوجین ثابت ہو یا صرف شوہر ان چیزوں کے مہر میں ہونیکا دعوی کرتا ہو اور قول قاعدہ مذکورہ بالا کے موافق قابل قبول ہو ۱۲ ۱۵ گو یہ چیزیں استعمال میں آکر خراب ہو گئی ہوں ۱۲ ۱۵ ودیعت کو کہتے ہیں عورت کو اس امر کے دعوی کرنے میں کہ یہ چیزیں بطور امانت کے میرے پاس بھیجی تھیں یہ فائدہ ہیکہ اسکو تاوان نہ دینا پڑے گا یعنی امانت اگر ہلاک ہو جائے تو اسپر تاوان نہیں آتا بخلاف اس کے اگر وہ چیزیں اور مہر کیلئے ہلاک ہو جانے کے ان کا تاوان دینا پڑے گا۔ (ردالمحتار)

Marfat.com

بھی تھیں بلکہ میں نے مہر میں بھی تھیں تو اگر وہ چیزیں از قسم مہر ہوں تو شوہر کا دعویٰ ورنہ عورت کا دعویٰ قابل قبول ہے۔

مسئلہ ۱۸ اگر کوئی شخص اپنی بی بی پر کچھ خرچ کرے اور بعد کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ نکاح فاسد تھا مثلاً ان دونوں میں رضاعت کا کوئی رشتہ ثابت ہو جائے تو ایسی حالت میں شوہر نے اگر قاضی کی تجویز سے اسپر خرچ کیا تھا تو اسکو اس خرچ کے واپس کر لینے کا اختیار ہوا اور اگر بغیر تجویز قاضی کے کیا تھا تو کچھ اختیار نہیں (ردالمحتار جلد ۲ صـ۳۹۶)

مسئلہ ۱۹ عورت کو جو چیزیں بطور جہیز کے ماں باپ کے گھر سے ملتی ہیں ان کی مالک وہی عورت ہے اور جہیز میں دی ہوئی چیزوں کے واپس لینے کا اختیار ماں باپ وغیرہ کو نہیں ہے نہ ان کے بعد کوئی ان کا وارث ان چیزوں کو واپس لے سکتا ہے بشرطیکہ ماں باپ نے ان چیزوں کو صحت کی حالت میں اسکے نام زد کر دیا ہو مثلاً اسکے بچپن میں ان چیزوں کو اسکے جہیز کے لیئے خرید ا ہو، اگر جہیز میں دی ہوئی چیزوں کی نسبت دولہن کا باپ کہے کہ میں نے یہ چیزیں جہیز میں نہیں دیں بلکہ عاریۃً دی تھیں تو ایسی حالت میں اس شہر کا اور اسکی قوم کا دستور دیکھنا چاہیئے اگر وہاں اسکی قوم میں عاریۃً دینے کا دستور نہ ہو تو باپ کی بات نہ مانی جائیگی اور اگر عاریۃً دینے کا بھی دستور ہو تو باپ سے حلف لیکر اسکی بات مان لی جائیگی اور جن جن چیزوں کی نسبت وہ کہتا ہیکہ میں نے عاریۃً دی تھیں وہ چیزیں اسکو واپس دلا دی جائیں گی۔

مسئلہ ۲۰ اگر کسی عورت کو اسکے ماں باپ بالکل جہیز نہ دیں یا بہت قلیل دیں جو شوہر کے یہاں سے آئی ہوئی چیزوں کے مناسب نہ ہو تو ایسی صورت میں شوہر کو یہ اختیار نہیں ہیکہ جو کچھ اس نے بھیجا تھا اس کو واپس لے لے یا دولہن کے ماں باپ سے جہیز کا مطالبہ کرے (ردالمحتار جلد ۲ صـ۳۹۹)

مسئلہ ۲۱ عورت پر اگر جبر کر کے مہر معاف کرالیا جائے تو درست نہیں حالت مجبوری کی معافی قابل اعتبار نہیں، مجبور کرنے کا یہ مطلب ہیکہ درصورت نہ معاف کرنیکے اس کو مار پیٹ کا یا اور کسی قسم کی بے عزتی کا خوف دلایا جائے اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے مرض موت میں مہر معاف کرے تو بھی درست نہیں ہے، اسیطرح اگر کسی عورت سے عبارت معافی مہر کی کسی ایسی زبان میں لکھوا لیجائے

Marfat.com

جس کو وہ نہ جانتی ہو تب بھی معافی درست نہ ہوگی (بحر الرائق جلد ۳ صـ ۱۹۱، ۱۹۲)

نکاح فاسد و باطل کا بیان

نکاح فاسد و باطل کی تعریف تو ہم مقدمہ[ع] میں بیان کر چکے ہیں اب یہاں اسکی صورتیں اس کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) نکاح فاسد میں جو مہر مقرر کیا جائے وہ نہیں واجب ہوتا بلکہ ہمیشہ مہر مثل واجب ہوتا ہے

(۲) نکاح فاسد میں خلوت صحیحہ قایم مقام خاص استراحت کے نہیں ہے یعنی اگر نکاح فاسد منکوحہ کو قبل خاص استراحت کے طلاق دیدی جائے گو خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہو تو اس عورت پر عدت واجب نہ ہوگی۔

(۳) نکاح فاسد میں اگر قبل خاص استراحت کے طلاق دیدے تو شوہر کے ذمہ از قسم مہر کچھ نہ واجب ہوگا۔

(۴) نکاح فاسد میں بعد خاص استراحت کے اگر طلاق دیدی جائے تو مہر مثل واجب ہوگا خواہ مہر معین ہو چکا ہو یا نہیں فرق صرف اسقدر ہیکہ اگر مہر مقرر ہو چکا ہو تو مہر مثل اس سے زیادہ واجب نہ ہوگا بلکہ اگر مہر مثل زیادہ ہوگا تو اس زیادتی کو نکال ڈالیں گے مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد

ع مقدمہ میں یہ بات لکھدی گئی ہے کہ باطل وہ معاملہ ہے جو بالکل منعقد ہی نہ ہوا ہو اور فاسد وہ معاملہ ہے جو منعقد تو ہو گیا ہو لیکن شرعاً قابل فسخ ہو اس کے ارکان میں خلل نہ آیا ہو بلکہ صحت کی شرطوں میں فتور پڑ گیا ہو نکاح کی بابت فقہا کا عجب اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ نکاح باطل اور نکاح فاسد میں کچھ فرق نہیں جس طرح عبادات میں فساد و بطلان کے ایک معنی ہیں ویسا ہی نکاح میں بھی، فتح القدیر میں ایسا ہی لکھا ہے بعض کہتے ہیں کہ نکاح باطل و فاسد میں فرق ہے مگر کوئی جامع و مانع تعریف اس کی نہیں بیان کی صاحب بحر الرائق نے نقل کیا ہے کہ جس نکاح کے جواز کا کوئی شخص علمائے امت میں سے قائل نہ ہو وہ باطل ہے اور جس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہو وہ فاسد ہے اس تعریف پر بھی اعتراض ہوتا ہے اور بہت صورتیں ایسی ہیں جن کے عدم جواز میں کسی کا اختلاف نہیں پھر بھی وہ نکاح فاسد میں داخل کیا جاتا ہے جیسے محارم سے نکاح کرنا بالآخر اس کی تدبیر یہی ہے کہ جو مثالیں فقہائے بیان کی ہیں انھیں پر قیاس کر لیا جائے ۱۲۔

[illegible] ایکہزار روپیہ مہر مقرر کیا ہوا ور اس عورت کا مہر دو ہزار ہے تو اب شوہر کے ذمہ ایکہزار روپیہ
[illegible] جب ہوگا ہاں اگر مہر مثل کم ہو تو پھر جتنا ہوگا اتنا ہی واجب ہوگا مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد
[illegible] ں پانچسو روپیہ مہر مقرر کیا ہوا ور اس عورت کا مہر مثل چار سو روپیہ ہو تو شوہر کے ذمہ چار ہی سو
[illegible] روپیہ واجب ہوگا اور اگر مہر کا تعین نکاح کے وقت نہ ہوا تھا، یا ہوا تھا یاد نہیں رہا تو ایسی
[illegible] ورت میں مہر مثل واجب ہوگا خواہ اس کی مقدار بہت زیادہ ہو یا بہت کم۔

[illegible]) نکاح فاسد میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں حتیٰ کہ اگر نکاح کے وقت فساد
[illegible] ح کا معلوم نہیں ہوا اور شوہر نے بطور نفقہ کے کچھ خرچ کیا تو اس کے واپس لینے کا اس کو
[illegible] یار ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا۔

[illegible]) نکاح فاسد میں بعد اس امر کے معلوم ہو جانیکے یہ نکاح فاسد ہے خاص استراحت کر
[illegible] ہ ہے اور ایسے نکاح کا فسخ کر دینا ہی ضروری ہے مرد اور عورت دونوں کو فسخ کا اختیار
[illegible] صل ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ ایک دوسرے کے مواجہہ میں فسخ کرے یا غیبت میں
[illegible] ہ خاص استراحت ہو چکی ہو یا نہیں۔ اگر وہ دونوں کسی وجہ سے فسخ کرنے [illegible]
[illegible] قاضی کو چاہیئے کہ فوراً ان دونوں کے درمیان میں تفریق کرا دے فسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے
[illegible] ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے کہے کہ میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں [illegible]
[illegible] ح کو فسخ کر دیا یا اور کوئی اسی قسم کا کلمہ کہدے، نکاح فاسد میں مرد عورت کو [illegible]
[illegible] ے تو یہ بھی فسخ ہے۔

[illegible]) فسخ نکاح کے بعد بشرطیکہ خاص استراحت کے بعد ہوا ہو عورت پر عدت واجب ہے اور
[illegible] ت وہی ہوگی جو مطلقہ عورت کی عدت ہوتی ہے اگر منکوحہ بہ نکاح فاسد کا شوہر مر جائے
[illegible] بھی اس پر عدت واجب ہے اور اس صورت میں بھی اس کی وہی عدت ہے جو
[illegible] ی کی عدت ہے (درمختار)

[illegible] بغیر گواہوں کے نکاح کرنا یا محارم سے نکاح کرنا یا غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ سے نکاح کرنا

[illegible] الغایق میں لکھا ہے کہ بعد خاص استراحت کے ان دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہیکہ دوسرے کی غیبت
[illegible] کرے بلکہ صرف مواجہہ میں فسخ کرنے کا اختیار رہے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے۔ ۱۲

بشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے اور چوتھی عورت کی عدت میں پانچویں سے نکاح کرنا اور باوجود موجود ہونے آزاد بی بی کے لونڈی سے نکاح کرنا اور کسی کافر دگروہ اہل کتاب میں سے ہو) کسی مسلمان عورت سے نکاح کرنا یہ سب نکاح فاسد ہیں اور صورت معلوم ہونے اس امر کے کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے اس سے نکاح کرلینا باطل[۵۸] ہے (درالمختار جلد ۲ صفحہ ۳۰۰)

حقوق زوجین

نکاح کا تعلق جو محض ایجاب کی وجہ سے مرد اور عورت میں قایم ہوتا ہے شریعت اسلامیہ میں ایسا سخت اور مستحکم تعلق ہے کہ اس تعلق کے قایم ہوتے ہی طرفین کے بہت سے حقوق ایک دوسرے پر ثابت ہو جاتے ہیں جنکی تفصیل بیان ذیل سے واضح ہے۔

زوجہ کے حقوق عورت کے حقوق اس کے شوہر پر چار ہیں۔

(۱) اس کا مہر جس قدر معین ہوا ہو اسکے حوالہ کردے اگر مؤجل ہے تو جو مدت معین ہوئی ہو اس مدت میں اور اگر معجل ہو تو فوراً، اور کچھ مؤجل اور کچھ معجل ہو تو جس قدر معجل ہو اس کو فوراً اور جسقدر مؤجل اسکو اسکی میعاد معینہ پر ادا کردے ہاں اگر عورت معاف کردے تو یہ دوسری بات ہے۔

اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ کا مہر معجل نہ ادا کرے تو زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ اسکے ساتھ خاص اور تقبیل وغیرہ پر راضی نہ ہو اور ان افعال پر اپنے شوہر کو قدرت نہ دے اور اس ہمراہ سفر میں جانے سے انکار کردے اگر کسی وجہ سے برضامندی یا بہ جبر خاص استراحت بھی گئی ہو تب بھی سفر میں جانے سے وہ انکار کرسکتی ہے اور اس انکار سے نفقہ اسکا ساقط نہ بلکہ بدستور اس کے شوہر کے ذمہ واجب رہے گا۔

اگر عورت نابالغ ہو تو اس کا ولی مہر معجل کے وصول کرنیکے لیئے یہ باتیں کرسکتا ہیکہ اس لڑکی

---

۵۸ نکاح فاسد اور باطل میں باعتبار نتیجہ کے صرف اتنا ہی فرق ہیکہ نکاح فاسد میں خاص استراحت کے سبب عدت لازم ہوتی ہے اور نکاح باطل میں عدت نہیں لازم ہوتی۔ بلکہ نکاح باطل میں خاص استراحت نہیں رکھتی ہے اور اس کا مرتکب سزائے زنا کا مستحق ہوتا ہے۔ ۱۲۔

اسکے شوہر کے گھر نہ بھیجے اور نہ اسکی اور اس کے شوہر کی یکجائی ہونے دے اور ایسی حالت میں وہ نابالغ لڑکی اگر اپنے شوہر کے ہمراہ جانے پر راضی بھی ہو جائے تب بھی قابل اعتبار نہیں اور ماں باپ کے سوا اور کسی ولی کو بغیر مہر معجل کے وصول کیئے ہوئے نابالغ لڑکی کا اسکے شوہر کے حوالے کر دینا درست نہیں (درمختار، ردالمحتار جلد ۲ صـ۳۸۸)

(۲) اس کی عیش و آرام کی فکر رکھے اور کم از کم جو نفقہ زوجہ کا شریعت نے مقرر کر دیا ہے اس کے ادا کر دینے میں کوتاہی نہ کرے، شریعت نے عورت کا کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان شوہر کے ذمہ واجب کر دیا ہے اسی کو نفقہ کہتے ہیں، نفقہ کے مسائل بقدر ضرورت ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔

نفقہ کے مسائل

عورت کا نفقہ بشرطیکہ وہ بہ نکاح صحیح زوجیت میں آئی ہو اس کے شوہر پر ہر حال میں واجب ہے خواہ وہ عورت مسلمان ہو یا[عہ] کافر یا فقیر ہو یا مالدار اور خواہ کبیر السن ہو یا صغیر السن ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ وہ قابل خاص استراحت کے ہو یا شوہر کی خدمت کر سکے اور اس کی مانوسی کا باعث ہو سکے خواہ اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتی ہو یا شوہر کے گھر میں رہتی ہو اور اگر عورت بہت ہی صغیر السن ہو کہ نہ خاص استراحت کے قابل ہو اور نہ اپنے شوہر کی خدمت یا انسیت کا کام دے سکے اور اگر وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں رہے تو اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ واجب نہیں اسی طرح اگر شوہر نے اس کو اپنے گھر لیجانا چاہا اور وہ باوجود قدرت[عہ] کے نہ راضی ہوئی تو اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ واجب نہ ہوگا مگر یہ شرط ہے کہ وہ پہلے کبھی شوہر کے گھر جا چکی ہو لیکن اگر عورت کا شوہر کے گھر جانے سے

عہ کافر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں کیونکہ اہل کتاب سے نکاح جائز ہے اہل کتاب کے علاوہ اور کافروں سے نکاح جائز نہیں جیسا کہ محرمات کے بیان میں گزر چکا ۱۲ عہ اگر اس کو نقل و حرکت کی قدرت ہو، ہو مثلاً ایسی مریض ہو کہ کسی سواری پر بھی آجا نہ سکتی ہو تو ایسی حالت میں اس کا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا اس کے نفقہ کو ساقط نہ کرے گا ۱۲۔

انکار کرنا بوجہ عدم وصولی مہر کے ہو تو اس انکار سے اس کا نفقہ ساقط نہ ہوگا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا جو عورت مرتد ہو جائے یا بغیر رضامندی شوہر کے اور بغیر کسی عذر[ع] شرعی کے اسکے گھر سے نکل جائے اور وہ عورت جو موت کی عدت میں ہو اور جس سے نکاح فاسد ہوا ہو اور وہ مریضہ جو ابھی تک اپنے شوہر کے گھر نہیں گئی اور نہ اب بحالت موجودہ جا سکتی ہے اور وہ عورت جو کسی کی قید میں ہو یا کوئی اس کو غصب کر لے گیا ہو اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے سوا اور کسی کے ہمراہ حج کو گئی ہو گو شوہر نے اجازت دیدی ہو ان تمام عورتوں کا نفقہ ان کے شوہروں پر واجب نہیں جو عورت پیشہ ور ہو اور دن کو اپنے پیشہ میں مشغول رہتی ہو مثلاً کھانا پکانے یا دودھ پلانے کی نوکری کیا کرتی ہو یا قابلہ کا کام کیا کرتی ہو اس وجہ سے دن کو اپنے شوہر کے گھر میں نہ رہ سکتی ہو صرف رات کو اپنے شوہر کے پاس رہتی ہو ایسی عورت کا نفقہ اس کے شوہر پر صرف شب کے وقت واجب ہے بشرطیکہ اپنے شوہر کی خلاف مرضی ان کاموں کو کرتی ہو اور اگر اس کی مرضی سے کرتی ہو تو بدستور شب و روز کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب رہیگا اور اگر بغیر کسی عذر کے دن کے وقت اپنے شوہر کے پاس نہ جاتی ہو تو اس کا نفقہ نہ دن کے وقت اسکے شوہر پر واجب ہوگا نہ رات کے وقت (ردالمختار جلد ۲ صـ۷۰۲)

اگر عورت اپنے یا اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتی ہو اور جب اس کا شوہر اسکے یہاں جاتا ہو تو وہ شوہر کو اپنے پاس نہ آنے دے اس صورت میں بھی اسکا نفقہ ساقط ہو جائیگا ہاں اگر شوہر سے یہ کہتی ہو کہ مجھے اس مکان سے لے چل میں اس مکان میں رہنا نہیں چاہتی اور وہ نہ لیجاتا ہو تو اسکا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔

نفقہ کے متعلق تین چیزیں ہیں، کھانا[۱]، کپڑا[۲]، رہنے[۳] کا مکان، کھانے میں اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ اپنی اور اس عورت کی دونوں کی حیثیت کے .....

ع۵ عذر شرعی سے مراد یہ ہے کہ جن حالتوں میں شریعت نے بغیر رضامندی شوہر کے عورت کو باہر نکل جانے کی اجازت دیدی ہو، ان حالتوں میں نکلنے سے نفقہ ساقط نہ ہوگا مثلاً مہر وصول کرنیکے لیئے یا اپنے ماں باپ کی تیمارداری کے لیئے جبکہ اسکے سوا اور کوئی تیمارداری کرنیوالا نہ ہو ۱۲ عـ۵ جتنے دنوں وہ گھر سے نکلی رہیگی اتنے دنوں کا نفقہ اسے نہ ملیگا جب پھر واپس آجائیگی تو اسے نفقہ ملنے لگے گا ـ۵ اگر شوہر کے ہمراہ حج کو جائے تو شوہر پر اسی قدر نفقہ دینا واجب ہوگا جس قدر وہ بحالت حضر دیا کرتا تھا سفر کے اخراجات مثل کرایہ وغیرہ کے اس کے ذمہ نہ ہوں گے ۱۲۔

Marfat.com

موافق[ع] کھانا کھلائے اور اگر وہ بالکل غیر مستطیع ہو کہ عورت کی حیثیت کا لحاظ نہ کر سکے تو جسقدر اس سے ہو سکے کھلائے باقی اس کے ذمہ قرض رہیگا کہ جب اس کو وسعت حاصل ہو تو اس قرض کو ادا کرے، **مثال** عورت بہت امیر ہو کہ اپنے باپ کے گھر میں مرغ پلاؤ اور کھیر وغیرہ کھاتی ہو اور شوہر نہایت فقیر ہو کہ جَو کی روٹی سے زیادہ نہ کھا سکتا ہو اور نہ کھلا سکتا ہو تو اسپر واجب یہ ہیکہ گیہوں کی روٹی اور بکری کا گوشت اس کو کھلائے مگر بالفعل وہ اس کو جَو کی روٹی کھلائے اور جَو کی روٹی اور گیہوں کی روٹی اور بکری کے گوشت کی قیمت میں جسقدر فرق ہو اسپر قرض رہے گا (ردالمختار جلد ۲ صـ)

عورت اگر آٹا پیسنے اور کھانا پکانے سے انکار کرے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ ان لوگوں میں ہے جو کام کرتی ہیں یا نہیں[ع] کرتیں۔ اگر ہو تو شوہر پر واجب ہیکہ اس کو پکا پکایا کھانا لا دیا کرے یا کوئی ملازم رکھدے جو ان کاموں کو کر دیا کرے اور اگر نہ ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ پکا پکایا کھانا اسکو لا دیا کرے بلکہ اس عورت پر واجب ہیکہ خود پکائے اور خود ہی تمام کام کرے۔

خانہ داری کے تمام سامانوں کا مہیا کر دینا مثل چکی، توا، دیگچی، پیالہ، رکابی، گھڑے، لوٹا اور فرش وغیرہ شوہر کے ذمہ واجب ہے اور عورت کی آرایش کی چیزوں کا مہیا کر دینا بھی شوہر کے ذمہ ہے مثل کنگھی، تیل، صابون وغیرہ کے، پانی بھرنیکی اجرت بھی شوہر کے ذمہ ہے، پان تمباکو وغیرہ کی قیمت بھی شوہر کے ذمہ واجب نہیں (ردالمختار جلد ۲ صـ)

عورت اگر بیمار ہو جائے تو اس کی دوا علاج کے مصارف شوہر کے ذمہ واجب ہیں، (ردالمختار جلد ۲ صـ)

جس طرح عورت کے کھانے پینے میں دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہے اسیطرح لباس میں بھی دونوں کی حیثیت کا لحاظ رہنا ضروری ہے، شوہر کے ذمہ واجب ہیکہ سال میں دو مرتبہ اس کے کپڑے

ع یعنی اگر دونوں امیر ہیں تو امیروں جیسا کھانا کھلائے اور دونوں فقیر ہوں تو فقیروں جیسا، اور جو ایک امیر اور دوسرا فقیر ہو تو متوسط درجہ کا ۱۲ ع اس کا مطلب یہ ہیکہ اس کے ماں باپ کے یہاں اگر سب لوگ اپنا اپنا کام خود کرتے ہیں، نوکر چاکر نہ ہوں تو وہ ان لوگوں میں سمجھی جائے گی جو کام کرتی ہیں اور جو اس کے ماں باپ کے یہاں دولت و ثروت کی وجہ سے نوکروں کے ذریعہ کام لیا جاتا ہو تو وہ ان لوگوں میں سمجھی جائے گی جو اپنا کام خود نہیں کرتیں پس اصل دار و مدار امیری اور فقیری پر ہے ۱۲۔

Marfat.com

گرمیوں میں گرمی کی ضرورت کے موافق اور جاڑوں میں جاڑے کیضرورت کے موافق، لباس کی تعداد اور اسکی نوعیت دونوں کی حیثیت کے موافق ہونی چاہیئے یعنی اگر دونوں امیر ہیں تو امیر کا لباس اور دونوں غریب ہوں تو غریبوں کا سا اور جو ایک غریب ہو اور دوسرا امیر تو متوسط درجہ کا۔
کپڑے کی نوعیت میں ہر قسم کے رسم و رواج کا لحاظ بھی ضروری ہے عورت کے لیئے بستر اور لحاف وغیرہ علیحدہ بنا دینا چاہیئے اگر وہ اسکی خواہش کرے، جوتی وغیرہ بھی لباس میں داخل ہے۔
مکان بھی عورت کے رہنے کا دونوں کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے اور اس مکان میں بغیر عورت کی رضامندی کے کوئی اور عزیز شوہر کا نہیں رہ سکتا سوا ایسے نابالغ بچوں کے جو عورت مرد کے باہمی تعلقات کو نہ سمجھتے ہوں، شوہر کا بھائی، بیٹا، ماں باپ، دوسری بی بیاں وغیرہ سب سے وہ مکان خالی ہونا چاہیئے اسی طرح شوہر کو بھی اختیار ہیکہ اس مکان میں عورت کے کسی عزیز کو نہ رہنے دے۔
اگر کسی بڑے مکان کا کوئی خاص حصہ جو محفوظ ہو اور مقفل ہو سکے عورت کو دیدیا جائے تب بھی کافی ہے یہ کچھ ضروری نہیں کہ مکان بالکل علیحدہ ہو۔
اگر شوہر اپنی عورت کیلیئے کوئی ایسا مکان تجویز کرے جس کے اطراف میں بالکل آبادی نہ ہو تو عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ اس مکان میں رہنے پر راضی نہ ہو پس شوہر پر یہ بات ضروری ہوگی کہ کسی ایسے مکان میں اس کو رکھے جس کے پڑوس میں شرفا اور صلحا رہتے ہوں اگر عورت کے ہمراہ کوئی غلام یا لونڈی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ حاجت سے زائد نہ ہوں اگر لونڈی غلام نہ ہوں بلکہ نوکر ہو تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے عورت جب مریض ہو جائے تو اس کی خدمت کے لیئے کوئی ملازم رکھدینا شوہر کے ذمہ ہے، اگر کوئی شخص اپنی عورت کا نفقہ نہ ادا کرتا ہو تو عورت کو حق حاصل ہے کہ قاضی کی عدالت میں اپنے نفقہ کی نالش کرے اور قاضی موافق قاعدۂ مذکورہ کے اس شخص سے نفقہ دلادے قاضی کو چاہیئے کہ اس مرد کے پیشہ اور اس کی آمدنی کے لحاظ سے نفقہ دینے کی مدت مقرر کر دے یعنی اگر کوئی دستکار ہو جسے روزانہ آمدنی ہوتی ہے تو اسے روزانہ نفقہ دینے کا حکم دے اور اگر کوئی ملازم ہو جسے ماہانہ آمدنی ہوتی ہو تو اسے ماہانہ دینے کا حکم دے اور اگر کوئی کاشتکار یا زمیندار ہو جسے سالانہ آمدنی ہوتی ہے

Marfat.com

سے سالانہ دینے کا حکم دے اور نیز قاضی کو چاہیئے کہ شہر کا نرخ وغیرہ دریافت کر کے نفقہ مقرر کرے
ر قاضی نے جو مقدار روپیہ کی مقرر کی تھی غلہ گراں ہو جانیکے سبب سے وہ مقدار ناکافی ہو جائے تو ایسی
ت میں شوہر کو روپیہ کی مقدار بڑھانا ہوگی تاکہ کافی ہو جائے اسی طرح اگر غلہ ارزاں
ائے تو جس قدر روپیہ فاضل بچتا ہے وہ عورت کو واپس کرنا ہوگا (ردالمختار جلد ۲ صفحہ
درت کو شوہر کے مفرور یا روپوش ہو جانیکا خوف ہو تو اس کو اس امر کا حق حاصل ہیکہ اپنے
کے لیئے شوہر سے ضامن طلب کرے خواہ ایک ماہ کیلئے ضامن طلب کرے یا اس سے
دہ کے لیئے جیسی اس وقت مصلحت ہو (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)
ت کو اختیار ہیکہ اپنے شوہر کے مال میں سے کھانے پینے کی چیزوں کو موافق دستور کے
ے لے اور اپنا لباس وغیرہ اسکے روپیہ سے بنوالے شوہر کو اطلاع کرے یا نہ کرے اگر کوئی
ت اپنے شوہر سے نفقہ کی بابت بہ رضامندی خود کوئی مقدار روپیہ کی مقرر کرے پھر بعد چند
کے کہے کہ یہ مقدار مجھے کافی نہیں ہوتی تو اگر درحقیقت وہ مقدار کافی نہ ہو تو شوہر پر لازم ہے
س مقدار کو بڑھا دے اور اگر بعد تعین مقدار کے شوہر کہے کہ میں اس مقدار کے دینے کی
طاعت نہیں رکھتا تو اسکی بات نہ مانی جائیگی ہاں اگر غلہ میں ارزانی ہو گئی ہو جتنی اس مقدار
ہ سے کم اس عورت کے لیئے کافی ہو جائے تو پھر قاضی اس مقدار کو کم کر دے گا۔
تہ دنوں کی بابت نفقہ کا دعویٰ ایک ماہ یا ایک ماہ سے زائد کے لیئے نہیں ہو سکتا کیونکہ
مہینہ گذر جانے سے نفقہ ساقط ہو جاتا ہے ہاں اگر قاضی کے فیصلے یا باہمی رضامندی
نفقہ کی بابت کوئی مقدار خاص نفقہ کی مقرر ہو گئی ہو تو اس کا دعویٰ ایک ماہ سے زائد کے
بھی ہو سکتا ہے (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)
ت و مرد میں باہم اس گذشتہ زمانے کی مقدار میں اختلاف ہو جس میں شوہر نے نفقہ نہیں
لا عورت کہتی ہو کہ دو مہینہ سے نہیں دیا شوہر کہتا ہو کہ تین مہینہ سے نہیں دیا
ت عورت سے طلب کیا جائے گا اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکے تو شوہر کی بات مانی
ئے گی اور اگر عورت نفقہ دینے کی منکر ہو اور شوہر مدعی ہو تو قسم لے کے عورت کی
مان لی جائے گی۔

Marfat.com

طلاق سے عورت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا یعنی جب تک اسکی عدت نہ گزر جائے اسکا نفقہ
کے ذمہ ہے بشرطیکہ وہ عدت کے زمانہ میں گھر ہی پر مقیم رہے طلاق بائن ہو خواہ رجعی (بحرالرائق
(۳) تیسرا حق زوجہ کا حسن معاشرت ہے یعنی شوہر پر واجب ہیکہ وہ اسکی خاطرداری
رضامندی کا ہر امر میں لحاظ رکھے بشرطیکہ کوئی مصیبت لازم نہ آتی ہو۔
ہماری شریعت اسلامیہ میں ایک مرد کے لیے ایک ساتھ چار نکاح کی اجازت دیگئی ہے مگر
ساتھ ہی یہ حکم بھی ہے[۵] کہ اگر سب کیساتھ حسن معاشرت نہ کرسکے اور برابر کا برتاؤ نہ رکھ
تو ایک سے زیادہ نکاح نہ کرے یہاں سے سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری شریعت میں حسن
معاشرت کا کہاں تک خیال کیا گیا ہے۔
جس شخص کی کئی بیبیاں ہوں اس پر واجب ہے کہ کھانے میں اور ہر ایک کے پاس رہنے
میں برابر ہی کا لحاظ رکھے جس قسم کا کھانا اور لباس ایک کو دے ویسا ہی دوسری کو بھی دے
اور جتنی دیر ایک کے پاس رہے اتنی ہی دیر دوسری کے پاس بھی رہے مثلاً ایک شب
ایک کے پاس رہے تو ایک شب دوسری کے پاس بھی اور جو دو شب ایک کے پاس رہے
تو دوسری کے پاس بھی دو شب رہے، ہاں خاص استراحت میں برابری کا لحاظ نہیں
واجب کیا گیا کیونکہ یہ بات دل کے میلان سے تعلق رکھتی ہے اور دلی میلان انسان کے اختیار
سے باہر ہے لیکن حتی الامکان اسمیں بھی برابری کا لحاظ رکھے تو مستحب ہے اور گو خاص
استراحت میں برابری کا لحاظ واجب نہیں لیکن یہ بات واجب ہیکہ اتنی مدت تک کسی
سے خاص استراحت ترک نہ کرے کہ ایلا کی مدت تک پہنچ جائے، ایلا کی مدت[۵] چار مہینے ہے

---

[۵] اللہ تعالیٰ فرماتا ہیکہ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ یعنی اگر تمہیں بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو ۱۲
ایک مرتبہ حضرت عمرؓ شب کو گشت کر رہے تھے یکایک ایک عورت کو سنا وہ کہہ رہی تھی فوا للہ لولا اللہ تخشیٰ عواقبہ لزحزح من ھذا السریر جوانبہ یعنی خدا کی قسم اگر عذاب الٰہی کا خوف نہ ہوتا تو آجھی اس تخت کے پائے ہلتے یعنی میں کسی مرد سے شغول استراحت ہوتی تو حضرت عمرؓ نے اسکی کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ اس کا شوہر جہاد میں ہے پھر اپنی صاحبزادی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا کہ عورت اپنے شوہر کے بغیر کتنے دنوں صبر کرسکتی ہے انھوں نے کہا چار مہینے تو انھوں نے اپنے سرداران لشکر کو حکم لکھوا
وہ شخص جس کی بی بی موجود ہو چار مہینے سے زیادہ باہر نہ روکا جائے چار مہینے کے بعد فوراً اسے رخصت دیدی جایا کرے

مسلمہ اور صحیحہ اور حائضہ غیر حائضہ مجنونہ اور عاقلہ اور باکرہ اور ثیبہ جدیدہ اور قدیمہ مسلمہ اور کافرہ قدیمہ سب کا حق یکساں ہے سب کیساتھ برابر کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

اگر کوئی شخص اپنی بی بیوں کیساتھ برابر کا برتاؤ نہ کرتا ہو تو قاضی کو چاہیئے کہ پہلی مرتبہ اسے تنبیہ کردے اس پر بھی نہ مانے تو اسے سزا دے مگر اس سزا میں قید کا اختیار نہیں ہے

شوہر میں برابری واجب نہیں ہے شوہر کو اختیار ہے کہ اپنی بی بیوں میں سے جسے چاہے سفر میں اپنے ہمراہ لیجائے۔

شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بی بی سے اس قدر خدمت نہ لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو ایسی بات اس سے نہ کہے جو اسپر شاق ہو والدین کے یہاں جانے سے اور نیز انکو اپنے یہاں آنے سے نہ روکے اور یہ آمد و رفت دستور کے موافق ہونی چاہیئے مثلاً ایک ہی شہر میں رہتے ہیں تو ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ اور جو مختلف شہروں میں رہتے ہوں تو ہر سال میں ایک مرتبہ یا مرتبہ سے زیادہ آمد و رفت ہو تو شوہر کو روکنے کا اختیار ہے۔

تیسرا حق زوجہ کا تعلیم ہے یعنی شوہر پر واجب ہے کہ اسے ضروریات دین کی تعلیم دے۔ اگر اسکے عقائد کے اصلاح کی کوشش کرے اور پابندی شریعت کی اسپر تاکید رکھے خود علم نہ رکھتا ہو تو خود تعلیم کرے ورنہ کسی دوسرے بطرز مناسب تعلیم دلائے اور نفس تعلیم پر تنبیہ کی اجازت ہے خاصکر ترک نماز کے لیئے آخیر میں یعنی جبکہ زبانی تاکید اور ظاہری ناخوشی کام نہ چلے مارنے کی بھی اجازت ہے مگر منہ پر مارنے کی اور اس طرح مارنا کہ جس سے نشان آجائے ممانعت ہے۔

زوج کے حقوق جس طرح زوجہ کے حقوق شوہر کے ذمہ بیان کیئے گئے اسیطرح زوج کے بھی حقوق زوجہ کے ذمہ ہیں اور بہت ہیں، حاصل ان تمام حقوق کا یہ ہیکہ شوہر کا راضی رکھنا اس کی اطاعت کرنا زوجہ پر واجب ہے بشرطیکہ خلاف مرضی الٰہی اور خلاف شریعت بات کا حکم نہ دے، شوہر کے حقوق کی تفصیل میں طول ہوگا لہذا مختصراً صرف اسیقدر لکھدینا کافی ہے کہ زوجہ پر اللہ کے حق کے بعد سب سے زیادہ شوہر کا حق ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے

تعالیٰ فرماتا ہے ولھن مثل الذی علیھن یعنی جس طرح عورتوں پر مردوں کا حق ہے اسی طرح مردوں پر بھی عورتوں کا حق ہے ۱۲

Marfat.com

کہ اگر خدا کے سوا کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے دوسری حدیث میں ہے کہ پانچ آدمیوں کی نماز روزہ اور کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی ان کے وہ عورت ہے جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو۔

عورت کو یہ بھی چاہیئے کہ اپنے شوہر کے سامنے اپنی آرایش وغیرہ میں کوتاہی نہ کرے اور بزرگوں کا ویسا ہی خیال وادب رکھے جیسے اپنے بزرگوں کا اور شوہر کے مال کی حفاظت جہانتک اس سے ممکن ہو کرے اور شوہر کی غیبت میں اپنا بناؤ سنگار بالکل نہ کرے زوجین کے حقوق کا بیان ہو چکا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت جو ازواج مطہرات کیساتھ نقل کرتے ہیں جسکو دیکھکر سوا اسکے کہ یہ آپ ہی کی قوت تھی اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کثرت ازدواج پر ایسی حسن معاشرت ہر بشر کے حوصلے سے باہر ہے یہ بھی ایک آپکا معجزہ ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے خیارکم خیارکم لاھلہ خیرکم لاھلی یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی بی بی سے عمدہ برتاؤ کرے اور میں بی بی کے ساتھ تم سب سے زیادہ عمدہ برتاؤ کرتا ہوں یہ ایک بہت بڑی شہادت حسن معاشرت کی ہے جو خود حضرتؐ کے کلام سے ثابت ہوئی اب آپکا برتاؤ اپنی ازواج کیساتھ جو حدیث کی کتابوں میں مروی ہے نقل کیا جاتا ہے، بیان سابق سے یہ امر واضح ہو چکا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں، اور ان نو بیبیوں کے علاوہ کچھ حریں بھی تھیں لونڈیاں، یہ ایک عام بات ہے کہ جب کسی کے نکاح میں کئی عورتیں ہوتی ہیں تو ان میں رنجش وکشمکش کے علاوہ جو سوت کے ہونے کے لوازم سے ہے ان کو اپنے شوہر سے رنج وملال رہتا ہے اور اس رنج وملال اور تنافر وتباغض کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے شوہر کا التفات سب کی طرف یکساں نہیں ہوتا مگر ایک منصف مؤرخ جس نے تحقیق سے تواریخ واحادیث وسیر کی کتابیں دیکھی ہوں، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاہرات کو ان عیوب سے پاک پائیگا، اس کی وجہ سوا اسکے اور کچھ نہیں کہ آپ کا التفا

سب کی طرف برابر تھا، گو احادیث کی کتابوں میں یہ مروی ہیکہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کیساتھ آپ کو محبت زیادہ تھی مگر کبھی اس زیادتیِ محبت کے باعث یہ نہیں ہوا کہ آپنے اوروں کی طرف التفات کم کر دیا ہو یا اوروں کے یہاں آمد و رفت کم کر دی ہو، ان کی خبر گیری میں نان نفقہ وغیرہ کے مصارف میں کچھ کمی کر دی ہو اسی سبب سے کبھی کسی بی بی کو آپ سے اس امر کی شکایت کا موقعہ نہیں ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ یعنی مجھے تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے صرف دو چیزیں پسند ہیں عورت اور خوشبو، اسی وجہ سے آپنے کئی نکاح کیے کثرت ازدواج کی کچھ حکمتیں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح سفر السعادۃ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے بہت سے نکاح کیے اسمیں یہ حکمت تھی کہ بہت سے احکام شریعت جو عورتوں سے متعلق ہیں اور مردوں کو ان پر اطلاع نہیں ہو سکتی تھی وہ احکام ان ازواج پاک کے ذریعہ سے امت کو پہونچیں اور حجت خداوندی قایم رہے اور عورتوں کے حقوق ادا کرنا اور ان کے ساتھ حُسن معاشرت کا برتنا تمام امت کو معلوم ہو جائے، واقعی حکمت ایک بہت بڑی حکمت ہے اگر دقیق نظر سے دیکھی جائے تو ایک اولوالعزم پیغمبر جو اپنے حقیقی مالک کی درگاہ میں اعلیٰ درجہ کا تقرب رکھتا ہو اور منصب نبوت کے فرائض کی انجام دہی اسکے متعلق ہو وہ ایسا کثیر التعلقات ہو کر ان تعلقات کے ادائے حقوق کا اسقدر خیال کرے اور اپنے گراں بہا وقت شریف کا ایک حصہ ان باتوں میں صرف کرے۔ کثرت ازدواج سے جس طرح عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کی نظیر اکمل طریقہ سے ہوئی ہے اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ظرفی اور بلند حوصلگی کا بھی کچھ اندازہ ہوتا ہے اگرچہ حقیقت یہ ہیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اندازہ کرنا بشری قوت سے باہر ہے

الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھتے تھے یعنی سب کے ادائے حقوق کا برابر خیال کرتے تھے ہر ایک کے یہاں رہنے کی آپنے باری مقرر کر دی تھی ایک کی باری میں دوسرے کے یہاں ہرگز نہ رہتے تھے حضرت عائشہؓ سے باوجودیکہ محبت زیادہ تھی مگر ایک مرتبہ وہ حضرت صفیہؓ کی باری کے دن حضرت کے

Marfat.com

پاس آئیں تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم کیوں آئی ہو، جاؤ، انھوں نے عرض کیا کہ
صفیہؓ نے اپنی باری مجھے دیدی ہے، برابری کا یہانتک خیال تھا کہ مرض وفات میں جبکہ
طبیعت حضرت عائشہؓ کے یہاں رہنے کو چاہتی تھی آپنے بغیر اجازت اور ازواج کے اس امر
کو گوارہ نہ کیا جب سب نے اجازت دیدی اسوقت آپ حضرت عائشہؓ کے یہاں تشریف لے گئے
جب آپ سفر میں تشریف لیجاتے تھے تو قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام قرعہ میں نکل آتا تھا
آپ اسی کو اپنے ہمراہ لیجاتے تھے۔
ہر روز نماز عصر کے بعد آپ اپنی تمام ازواج کے یہاں تشریف لیجاتے تھے اور سب کی
خیریت دریافت فرمالیتے تھے۔
بہت ہی خوش گوئی اور خوش خلقی سے پیش آیا کرتے تھے کبھی سخت کلامی نہ فرماتے تھے گو کیسی
ہی خلاف مزاج بات کیوں نہ ہو، ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات مل کے آپ سے اپنی
اخراجات کا مطالبہ کیا حضرتؐ کو بہت ناگوار گزرا لیکن اس کے جواب میں کسی قسم کا سخت کلمہ
زبان مبارک سے نہیں نکلا ہاں اس واقعہ پر آپنے ایک مہینہ کا ایلا کرلیا تھا یعنی ایک مہینہ تک
آپؐ اپنی ازواج کے پاس تشریف نہیں لے گئے۔
حضرت ام المومنین حفصہؓ کو ایک مرتبہ رجعی طلاق دی بعد اس کے رجوع کرلیا۔
کسی روایت میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج پاک کو خطا یا بے خطا
کوئی سخت اور ناملائم کلمہ کہا ہو ہمیشہ تحمل اور بردباری سے آپ نے کام لیا اگر کبھی کوئی بات
نصیحت اور تعلیم کے طور پر فرماتے تھے تو نہایت نرم اور با اثر الفاظ میں۔

لونڈی غلام اور ان کے نکاح کے احکام

(۱) یہ مسئلہ اوپر بیان ہوچکا ہیکہ عورت اپنے غلام کیساتھ نکاح نہیں کرسکتی اور جسطرح انمیں باہم
نکاح جائز نہیں اسطرح بغیر نکاح کے بھی خاص استراحت درست نہیں۔
(۲) مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کیساتھ درست نہیں مگر اسکے درست نہ ہونیکا یہ مطلب ہے کہ
نکاح کا نتیجہ مرتب نہ ہوگا، اور بعد آزاد کردینے کے نکاح قایم نہ رہیگا اور اگر اس لونڈی کے

Marfat.com

طلاق دی جائے تو طلاق نہ ہوگی (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

(۳) اپنی لونڈی کیساتھ بغیر نکاح کے خاص استراحت جائز ہے مگر اس زمانہ میں اس امر کے لیئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر لونڈیاں ناجائز طریقہ سے قبضہ میں آرہی ہیں یعنی آزاد عورتیں بغیر تجویز شرع کے لونڈی بنائی جاتی ہیں جہاد دل سے جو عورتیں گرفتار کرائی جاتی ہیں وہ بوجہ اسکے کہ آجکل مال غنیمت کی تقسیم قاعدہ شرعیہ کے موافق نہیں ہوتی لونڈی کا حکم نہیں رکھتیں اور ان سے بغیر نکاح کے خاص استراحت درست نہیں پس اگر کسی طریقہ شرعیہ سے معلوم ہوجائے کہ یہ لونڈی دراصل لونڈی ہے تو اسکے ساتھ خاص استراحت میں کوئی مضائقہ نہیں، ورنہ احتیاطاً بغیر نکاح کے خاص استراحت سے اجتناب بہتر ہے اور اگر اسکا لونڈی نہ ہونا تحقق ہوجائے تو ایسی حالت میں اس سے بغیر نکاح کے خاص استراحت ناجائز ہے۔

(۴) ایسی صورت میں جبکہ کسی لونڈی کے لونڈی ہونے میں احتمال ہو اگر اس سے نکاح کیا جائے تو گو اور نتائج نکاح کے اس نکاح پر مرتب نہ ہوں گے مگر ایک نتیجہ اسپر احتیاطاً ضرور مرتب کرلیا جائیگا اور وہ یہ کہ اس نکاح کے بعد صرف تین نکاح اس شخص کے لیئے جائز ہیں، چوتھے نکاح سے احتیاطاً اجتناب کرے (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

(۵) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی لونڈی خاص استراحت کے لیئے دے تو اس دوسرے شخص کو اس لونڈی سے خاص استراحت جائز نہیں کیونکہ خاص استراحت کے جائز ہونے کی صرف دو ہی صورتیں ہیں نکاح یا ملک (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۸۰)

(۶) باپ کی لونڈی سے بیٹے کو اور بیٹے کی لونڈی سے باپ کو، اور اسی طرح اپنی زوجہ کی لونڈی سے شوہر کو خاص استراحت جائز نہیں گو یہ لوگ اجازت دے بھی دیں۔

(۷) ہر شخص کو اختیار ہیکہ اپنی لونڈی غلام کا نکاح دوسرے سے کردے یا انہیں اجازت نکاح دیدے اگر لونڈی غلام نکاح پر راضی نہ ہوں تو اس کا مالک جبراً انکا نکاح کرسکتا ہے بشرطیکہ ملک اس کی کامل ہو۔

لونڈی کا لونڈی ہونا اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ وراثتہً نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی چلی آرہی ہو یا اس طور پر کہ وہ قرار دیئے یا اس طرح پر کہ بیت المال کے وکیل سے مول لی جائے عہ غلام کی کئی قسمیں ہیں ایک فن اور پیشہ کا مالک غلام ہے دوسرے مکاتب کہ جس سے یہ معاملہ ہوگیا ہو کہ وہ ایک محدود رقم اپنی کمائی سے ادا کرنے کے بعد باقی حاشیہ صفحہ پر

Marfat.com

(۸) جس لونڈی کیساتھ اس کا مالک خاص استراحت کیا کرتا ہو اس کا نکاح کسی دوسرے سے کرے تو یہ امر ضروری ہیکہ پہلے اسکے رحم کا صاف ہونا معلوم کرلے اگر بغیر اس کے معلوم کیئے ہوئے نکاح کر دیا اور اس لونڈی کا اپنے مالک سے حاملہ ہونا ظاہر ہوا تو یہ نکاح فاسد ہو جائیگا۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی کیساتھ کر دے تو اس صورت میں اس غلام پر مہر و نفقہ واجب نہ ہوگا اور اگر لونڈی کسی اور کی ہے اور غلام کسی اور کا یا کسی آزاد عورت سے کسی غلام کا نکاح کیا جائے یا کسی لونڈی کے ساتھ کسی آزاد مرد کا نکاح کیا گیا ہو تو ان سب صورتوں میں نفقہ اور مہر شوہر کے ذمہ واجب ہوگا اور اگر کسی غلام کو بعد نکاح کر دینے کے اسکا مالک فروخت کر دے گا تو اس کی بی بی کے مہر و نفقہ کا مطالبہ اس مالک سے نہ کیا جائے گا بلکہ اسی غلام کے ذمہ رہے گا۔

(۱۰) جب کوئی غلام اپنی عورت کا نفقہ اور مہر نہ ادا کر سکے تو اسکے مالک کو چاہیئے کہ اسے بیچ ڈالے اور اسکی قیمت سے نفقہ اور مہر ادا کرے اور اگر یہ قیمت کافی نہ ہو تو بقیہ رقم کا مطالبہ اس سے بعد آزاد ہونے کے کیا جائیگا، پھر دوسرے مالک کے یہاں بھی اگر وہ نفقہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر بیچا جائیگا ہاں مہر کے عوض میں اب دوبارہ نہ بیچا جائیگا کیونکہ ایکمرتبہ اسکے لیئے بک چکا ہے البتہ نفقہ چونکہ بار بار واجب ہوتا ہے لہذا اس کے لیئے بار بار بیچنا چاہیئے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مہر و نفقہ کی وجہ سے بیچنے میں سستی کرتا ہو تو قاضی بجبر اسکی موجودگی میں اسے فروخت کر ڈالے گا۔

(۱۱) بغیر مالک کی اجازت کے اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنا نکاح کسی سے کرلے تو وہ نکاح مالک کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر مالک اجازت دیدے گا تو نکاح صحیح ہو جائیگا ورنہ باطل ہو جائیگا اور باطل ہونے کی صورت میں مہر و نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہ ہوگا، ہاں اگر استراحت کی نوبت آگئی ہے تو مہر مثل کا مطالبہ اس سے کیا جائیگا وہ بھی بعد آزاد ہونے

(۱۲) مالک نے اگر ایک نکاح کی اپنے غلام یا لونڈی کو اجازت دی اور اس نے دو نکاح

(بقیہ از صـ۹۹) آزاد ہے تیسرے مدبر جس سے مالک نے یہ کہدیا ہو کہ تو بعد میرے مرنیکے آزاد ہے ان دونوں کے غلام نہیں ہیں ۱۲ ع ۵ رحم کے صاف ہونیکا مطلب یہ ہیکہ حاملہ تو نہیں ہے حمل کا ہونا نہ ہونا حیض کے آنے نہ آنے سے معلوم

Marfat.com

تو پہلا نکاح صحیح ہو جائے گا اور دوسرا نکاح باطل ہو جائے گا۔

(۱۳) اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کر دے تو اس پر یہ امر ضروری نہیں ہے کہ اس لونڈی کو اسکے شوہر کے حوالے بھی کر دے یا باہم دونوں میں خلوت کا موقعہ دیدے لیکن اس لونڈی کا مہر و نفقہ اسکے شوہر کے ذمہ جب ہی واجب ہوگا کہ جب اسے خلوت کا موقع دیا جائے۔

(۱۴) بعد نکاح کے بھی مالک اپنی لونڈی کو سفر میں اپنے ہمراہ لیجا سکتا ہے اگرچہ اسکا شوہر راضی نہ ہو

(۱۵) جس لونڈی کا نکاح ہو گیا ہو وہ اگر آزاد ہو جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو اس نکاح کو قایم رکھے اور چاہے فسخ کر دے اور یہ فسخ قاضی کے فیصلے پر موقوف نہیں بلکہ اس کی ناراضگی ظاہر کرتے ہی نکاح فسخ ہو جائے گا یہ اختیار سکوت سے باطل نہ ہوگا تاوقتیکہ صریحی طور پر رضامندی یا ناراضامندی ظاہر نہ کر دے اسے اختیار حاصل رہے گا نیز اگر اس کو مسئلہ نہ معلوم ہو یعنی یہ نہ جانتی ہو کہ لونڈی کو بعد آزاد ہو جانے کے نکاح سابق کے قایم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہو جاتا ہے اور اس نہ جاننے کے سبب سے اس نے اپنی رضامندی یا ناراضامندی ظاہر نہ کی ہو تو یہ نہ جاننا شرعاً عذر سمجھا جائے گا اور بعد مسئلہ معلوم ہونے کے اگر وہ اپنی رضامندی ظاہر کرے گی گو کتنا ہی زمانہ گذر گیا ہو نکاح فسخ ہو جائے گا ہاں جس مجلس میں یہ مسئلہ اسے معلوم ہوا ہے اس مجلس سے اگر بغیر رضامندی ظاہر کیئے ہوئے اٹھ ہو جائے گی تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا۔

(۱۶) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی ہی بیٹی کے ساتھ کر دے اور اس کا کوئی وارث سوا اس بیٹی کے نہ ہو تو جس وقت وہ مر جائے گا اور وہ غلام در اختہ اس بیٹی کی ملک میں آجائے گا اسی وقت فوراً وہ نکاح فاسد ہو جائیگا، ہاں اگر وہ غلام مدبر ہو تو نکاح فاسد نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنے مالک کے مرتے ہی آزاد ہو جائے گا اسکی بیٹی کی ملک میں نہ آئے گا، اسی طرح اگر وہ غلام مکاتب ہو تب بھی نکاح فاسد نہ ہوگا، کیونکہ مکاتب میں غلامی کی حیثیت کامل نہیں ہوتی، ہاں اگر وہ مکاتب زر کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے اور پھر اپنی اصلی حالت

مکاتب کی تعریف تو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یعنی اس سے جس قدر روپیہ طے ہوا ہو اس روپیہ کو زر کتابت کہتے ہیں، چونکہ اس کا دستور تھا کہ اس معاملہ کو لکھ لیا کرتے تھے اس لیے یہی اس کا نام پڑ گیا ۱۲۔

Marfat.com

غلامی میں عود کر جائے تو البتہ نکاح فاسد ہو جائے گا۔

(۱۷) اگر کوئی آزاد عورت جو کسی غلام کے نکاح میں ہو اپنے شوہر کے مالک سے کہے کہ تو اس غلام کو میری طرف سے ایکہزار روپیہ میں آزاد کر دے اور وہ آزاد کر دے تو فوراً نکاح فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں گویا وہ غلام اس شخص نے ایکہزار روپے کے عوض میں اس عورت کے ہاتھ بیچا پھر گویا اسکی طرف سے وکالتہً اسے آزاد کیا ہاں اگر وہ عورت یہ نہ کہے تو ایکہزار میں بلکہ صرف اسی قدر کہے کہ اسکو میری طرف سے آزاد کر دے تو نکاح فاسد نہ ہو اور یہ آزادی اس عورت کی طرف سے نہ سمجھی جائے گی۔

(۱۸) جب کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کر دے تو پھر اس لونڈی سے اس کو خاص استراحت کرنا جائز نہیں ہاں جب اس کا شوہر اس کو طلاق دیدے یا کسی وجہ سے نکاح فاسد ہو جائے تو پھر اس سے خاص استراحت جائز ہے مگر بعد اس امر کے معلوم کرنے کہ اسے حمل تو نہیں ہے۔

نابالغ بچّوں کے نکاح کا بیان

نابالغ بچوں کے مسائل اگرچہ ضمناً کچھ اوپر بیان ہو چکے ہیں لیکن خاص طور پر ان کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) جس طرح لونڈی غلام کا نکاح بغیر اجازت مالک کے نہیں ہوتا اسی طرح نابالغ بچوں کا نکاح بغیر اجازت ان کے ولی کے نہیں ہوتا۔

(۲) نابالغ لڑکوں کو بعد بلوغ کے نکاح کے قایم رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے مگر یہ اختیار صرف زمانۂ بلوغ تک کیلئے ہے، اُن کو جس وقت اپنے بلوغ کا علم ہوا ہو یا بعد بلوغ نکاح کی خبر ملی اور فوراً نابالغ کا علم ہوتے ہی یا نکاح کی خبر سنتے ہی رضامندی یا نارضامندی ظاہر نہ کی تو اختیار باطل ہو جائیگا، ہاں اگر عورت ثیبہ ہو تو اس کا اختیار بغیر صریح رضامندی یا نارضامندی کے باطل نہ ہوگا اس اختیار میں مسئلہ کا معلوم نہ ہونا عذر نہیں ہے حتیٰ کہ اگر نابالغ نے بوجہ اس امر کے نہ معلوم ہونیکے کہ نابالغ کو بعد بلوغ کے اپنے نکاح سے

Marfat.com

ایم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوتا ہے، اپنے نکاح کی خبر سنکر سکوت کیا تو اس سکوت سے بھی اسکا
یار باطل ہوجائے گا، یہ اختیار جس طرح عورت کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح مرد کو بھی حاصل
تا ہے اور مرد کا اختیار ثیبہ عورت کی طرح بغیر صریحی رضامندی یا ناراضامندی ظاہر کیئے
ے باطل نہیں ہوتا۔

ں اگر یہ نکاح باپ نے یا دادا نے کیا ہو تو پھر بلوغ کے بعد اس کو فسخ کا اختیار نہیں ہے
ی طرح اگر یہ نابالغ کوئی غلام یا لونڈی ہو اور اس کے مالک نے اس کا نکاح کیا ہو تو اسکو
ں بعد بلوغ کے فسخ کا اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص مجنون ہوگیا ہو خواہ وہ مرد
یا عورت اور بحالت جنون اس کا نکاح اس کے بیٹے نے کر دیا ہو تو اس مجنون کو بعد ال
ن کے اس نکاح کے فسخ کا اختیار نہیں ہے (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۷)

اگر یہ لوگ معاملات میں غلطی کرنے اور دھوکا کھانے میں مشہور ہوں یا یہ نکاح انھوں نے
ے میں کر دیا ہو تو باپ دادا اور بیٹے کے کیئے ہوئے نکاح میں اختیار حاصل رہے گا مگر مالک
کیئے ہوئے نکاح کے فسخ کا اس صورت میں بھی اختیار نہیں ہے۔

باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی اگر کسی نابالغ کا نکاح غیر کفو سے کر دے تو یہ نکاح صحیح
ہاں باپ دادا کا کیا ہوا نکاح اس حالت میں بھی صحیح ہوگا بلکہ لازم ہوگا یعنی فسخ کا
ر باقی نہ رہے گا جیسا کہ اوپر گذر چکا۔

لک تو مسلمانوں کے نکاح کے احکام تھے جو بیان کیئے گئے اب کچھ تھوڑے مسائل
وں کے نکاح کے متعلق بھی بیان کیئے جاتے ہیں اگرچہ ان مسائل کی زیادہ ضرورت
ت تھی جب اسلام کی حکومت تھی غیر مذاہب کے لوگ اپنے مقدمات وغیرہ اسلام
ضیوں اور حاکموں کے سامنے پیش کرتے تھے اور اب ان کی چنداں ضرورت نہیں
ن بغرض تحصیل علم کے اور نیز اسوجہ سے کبھی زوجین میں سے کوئی ایک یا دونوں مسلمان
تے ہیں اور ان کو اپنے نکاح سابق کا حکم قواعد اسلامیہ کے موافق دریافت کرنا منظور
ے اور اس قسم کی کبھی کبھی اور ضرورتیں بھی پیش آسکتی ہیں لہذا بقدر ضرورت کافروں کے
سائل بھی لکھے جاتے ہیں۔

Marfat.com

کافروں کے نکاح کا بیان

(۱) جو نکاح مسلمانوں کے یہاں از روئے شریعت صحیح ہیں وہ کافروں کیلئے بھی صحیح ہیں[عہ]
(درمختار وغیرہ)
نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہیکہ کسی کافر کی بی بی سے جنہیں قواعد شرعیہ کی رو سے نکاح صحیح ہوگیا ہو، کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز نہیں اگرچہ وہ عورت ان کافروں میں سے ہو جن کے مسلمانوں کو نکاح کرنا جائز ہے یعنی اہل کتاب۔
دوسرا نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہیکہ اگر زوجین ایک ہی وقت میں مسلمان ہوجائیں تو اسی نکاح سابق پر قائم رکھے جائیں گے جدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔
(۲) جو نکاح مسلمانوں کے یہاں ناجائز ہے بوجہ کسی شرط صحت نکاح کے نہ پائے جانے وہ کافروں کے لیئے جائز ہے بشرطیکہ وہ اس کے جواز کا اعتقاد رکھتے ہوں۔
نتیجے اس مسئلہ کے بھی وہی ہیں جو پہلے مسئلہ کے تھے مثال کسی عیسائی یا یہودی نے اپنے ہم مذہب عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح میں از روئے شریعت اسلامیہ کوئی شرط صحت نکاح نہ پائی گئی مگر شریعت عیسوی یا موسوی میں وہ نکاح بہمہ وجوہ صحیح ہے تو ایسی صورت میں کوئی مسلمان یہ سمجھ کر کہ اسکا نکاح تو ہمارے نزدیک صحیح نہیں اسکی بی بی سے نکاح کرنا چاہے تو ناجائز ہے اور ان دونوں زوجین کو اگر خدا ہدایت کردے اور مسلمان ہوجائیں تو اسی سابق نکاح پر برقرار رکھے جائیں گے
(۳) جو نکاح مسلمانوں کے یہاں بوجہ عدم صلاحیت محل کے ناجائز تھا وہ ان کے لیئے جائز ہوگیا ہے یہی صحیح ہے (ردالمحتار وغیرہ)
اس مسئلہ کے بھی دو نتیجے ہیں اول یہ کہ ایسی منکوحہ سے اگر کوئی مسلمان نکاح کرے تو دوسرا یہ کہ اگر کوئی شخص ایسے زوجین پر بوجہ اس نکاح کے تہمت زنا کی لگائے تو اسپر حد قذف جاری

عہ امام مالکؒ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں یہ نکاح ناجائز ہیں، حنفیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ترجمہ:۔ عورت اسی ابولہب کی اٹھانیوالی کانٹوں کی پس اگر یہ نکاح ناجائز ہوتا تو منکوحہ کو حق تعالیٰ اس کی عورت نہ فرماتا آخیر کے دونوں مسئلوں میں بھی غالباً امام مالکؒ مخالف ہوں گے
معنی کسی پاکدامن کو تہمت زنا کی لگانا، ایسے شخص کی سزا شریعت میں اسی درہ ہیں اسی کو قذف کہتے ہیں ۱۲

جائیگی، یہ نتیجہ صرف اسی زمانہ کے ساتھ خاص تھا جب اسلام کی سلطنت تھی اور قوانین
سلام پر عمل کیا جاتا تھا، یہ نتیجہ پہلے دونوں مسئلوں میں بھی ہے (درمختار وغیرہ)
ں مسئلہ میں یہ نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا کہ اگر زوجین بتوفیق خداوندی مسلمان ہوجائیں تو بھی
ح انمیں باقی رکھا جائیگا، مسلمان ہوجانیکے بعد اس نکاح پر وہ قایم نہ رہ جائیں گے اور
ب جدید نکاح بوجہ عدم صلاحیت محل کے جائز ہوگا مثال کسی یہودی نے اپنی ماں سے
ح کرلیا تو اب اس کی ماں سے کوئی مسلمان نہیں کر سکتا اور اگر اس یہودی یا اسکی ماں پر
ی شخص اس نکاح کے سبب سے زنا کا الزام لگاتا تو اسلامی شریعت کی رو سے قذف کی سزا
جاتی ہاں اگر یہ دونوں مسلمان ہوجائیں تو یہ نکاح قایم نہ رہے گا۔
) جس نکاح پر کفار بعد اسلام کے قایم نہ رکھے جائیں اس نکاح میں زوجین باہم ایکدوسرے
ے وارث نہیں ہو سکتے اور جس پر قایم رکھے جائینگے اس میں وارث ہو سکتے ہیں یہی صحیح ہے
(ردالمختار)

ی اگر کفار مسلمانوں میں کسی کو حکم بنا کے اپنا نکاح فسخ کرانا چاہیں تو وہ نکاح اگر وہی ہو جسکا بیان
سرے نمبر میں ہوا تو وہ حکم ان دونوں میں تفریق کرادے اور جو زوجین میں سے کوئی ایک
مسلمان کو حکم بنا کے تفریق کا خواستگار ہو تو اس صورت میں وہ حکم تفریق کا حکم نہیں دے
گا کیونکہ مسلمانوں کو اس امر سے منع کر دیا گیا ہے کہ وہ کسی کے مذہبی معاملات میں دست
ازی کریں، ہاں اگر کوئی خود ان سے دست اندازی کی استدعا کرے تو البتہ انمیں دست
ازی جائز ہے اور اس صورت میں چونکہ یہ معاملہ دو آدمیوں سے متعلق ہے اور ان میں
سے صرف ایک نے دست اندازی کی استدعا کی ہے لہذا ایسی حالت میں از روئے شریعت
کو دست اندازی کا حق حاصل نہیں ہے۔
گر کافر زوجین میں سے صرف ایک آدمی مسلمان ہوجائے تو دوسرے کو بھی اسلام کی ترغیب
ئے اور اس سے مسلمان ہونیکے لیئے کہا جائے اگر وہ مسلمان ہوجائے تو بہتر ورنہ نکاح
ا بدستور قایم رہے گا اور اگر وہ مسلمان ہوجانے سے انکار کر دے تو قاضی ان دونوں

کے بعض مشیوں سے اس مقام پر غلطی ہوگئی ہے انھوں نے لکھدیا ہیکہ اگر اس عورت کی ماں زندہ ہو یا باپ نہ ہو
ے اسلام پیش نہ کیا جائے گا بلکہ قاضی رسمی مقرر کرکے نکاح فسخ کر دے گا۔

Marfat.com

کے درمیان میں تفریق کرادے یہ سب صورتیں اسوقت ہیں جبکہ زوجین عاقل و
اگر وہ بھی مسلمان ہوگیا تو عاقل و بالغ ہے اور اگر مسلمان نہیں ہوتو وہ عاقل و بالغ
بھی اس صورت میں اسکے سن تمیز کا انتظار کیا جائے گا جب سن تمیز کو پہنچ جائے گ
اسوقت اسپر اسلام پیش کیا جائے اگر مسلمان ہوجائے تو وہی نکاح سابق قایم
کرادی جائے اور اگر وہ نابالغ مجنون ہوتو پھر اسکے سن تمیز کا انتظار نہ کیا جائے گا
والدین پر اگر وہ زندہ ہوں گے تو اسلام پیش کیا جائیگا انمیں سے اگر ایک بھی اسلام لے
نابالغ مجنون اسی کا تابع قرار دیا جائیگا اور نکاح سابق قایم رکھا جائیگا اور اگر والدین
تو پھر قاضی اسکی طرف سے کسی کو وصی مقرر کردے اور اس وصی کے مواجہہ میں ان
میں باہم تفریق کردے۔

(۷) کافروں کی طلاق اور خلع[عہ] وغیرہ صحیح ہے۔

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہیکہ اگر کوئی کتابی کافر اپنی بی بی کو طلاق دیدے یا اس سے خلع کر
اس سے دوسرا شخص جو مسلمان ہو نکاح کرسکتا ہے۔

(۸) کافروں کے ذمہ ان کی بیبیوں کا مہر اور نفقہ واجب ہے۔

نتیجے اس مسئلہ کے دو ہیں، اول یہ کہ اگر کسی قاضی کی عدالت میں کوئی کافر عورت
شوہر پر نان و نفقہ کا دعویٰ کرے گی تو اسکا دعویٰ مسموع ہوگا مگر یہ نتیجہ اسوقت
کو کچھ کارآمد نہیں کیونکہ نہ ان کی حکومت ہے اور نہ کوئی ان کا قاضی۔

دوسرا نتیجہ یہ ہیکہ اگر کوئی کافر عورت مسلمان ہوجائے اور اس کے شوہر نے زمانہ کفر
نان و نفقہ نہ دیا ہو اور مہر بھی اسکا نہ ادا کیا ہو تو اس عورت کی طرف سے بعد مسلمان ہوجانیکے
نفقہ کا دعویٰ دائر ہوسکتا ہے اور اگر اسکا شوہر کچھ مال چھوڑ کر مرے تو یہ عورت اس
تمام وارثوں سے زیادہ اسکے مال کا استحقاق رکھتی ہے پہلے اسکا نفقہ و مہر ادا کردیا
بعد اس کے وارثوں کا حق اس مال میں قایم ہوگا کیونکہ یہ عورت قرض کا دعویٰ
قرض کا ادا کرنا میراث پر مقدم ہے۔

عہ خلع اسکو کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دیکے شوہر سے اپنی گلو خلاصی کرائے۔ طلاق اور خلع کے مسائل
میں انشاء اللہ بیان ہونگے۔

Marfat.com

کا فرزوجین میں جو تفریق ہو خواہ طلاق وخلع وغیرہ کے سبب سے یا تفریق قاضی کی وجہ سے یا ان سے کسی کے مسلمان ہو جانیکے باعث سے یہ تمام تفریقیں طلاق کے حکم میں ہیں۔

(۲) اس مسئلہ کا یہ ہیکہ کافرہ عورت سے بعد تفریق کے قبل عدت گذر جانیکے نکاح کرنا مسلمانکو جائز نہیں ہیں جو تفریق کہ عورت کیطرف سے ہوگی وہ طلاق کے حکم میں نہیں ہے مثال کوئی کافر مسلمان ہوگیا مگر جسکی عورت نے مسلمان ہو جانیکو کہا گیا اسنے انکار کر دیا ایسی صورت میں تفریق تو ہو جائیگی مگر یہ تفریق طلاق نہیں جائیگی حتیٰ کہ اگر اس عورت سے اگر وہ کتابیہ ہو کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے۔

(۱) اگر کتابی کافروں میں سے کوئی دوسرے کتابی مذہب کو اختیار کرلے خواہ وہ مرد ہو یا عورت تو اس کا نکاح فسخ نہ ہوگا ہاں اگر کسی ایسے مذہب کو اختیار کرے جو کتابی نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائیگا مثال کوئی عیسائی یہودی ہوگیا ہو تو اس کی بی بی اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی ہاں اگر یہ آتش پرست ہو جائے تو اسکی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو جائے۔

(۲) نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہیکہ اگر کوئی عیسائی یہودی ہو جائے تو کوئی مسلمان یہ سمجھ کے کہ اسکی بی بی اسکے نکاح سے باہر ہوگئی ہے اس سے نکاح کرنا چاہے تو ناجائز ہے ہاں اگر وہ ہندو ہو جائے تو بے تامل اس کی بی بی سے بعد عدت گذر جانیکے نکاح کی اجازت ہے۔

(۱) مرتد ہو جانے سے بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگر کوئی مسلمان معاذ اللہ عیسائی ہو جائے تو بے تامل عدت گذر جانیکے اسکی بی بی سے نکاح درست ہے ہاں اگر دونوں ساتھ ہی مرتد ہوئے ہوں اس صورت میں نکاح قایم رہیگا اور پھر اگر ان میں سے کوئی شخص دوسرے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جائیگا اور دونوں اسلام لے آئیں تو پھر قایم رہے گا۔

مسئلہ یہ ہے خیال رکھنے کے قابل ہے بعض اوقات جاہلوں کی زبان سے ایسے کلمات نکلجایا کرتے ہیں جنسے کفر وشرک لازم آجاتا ہے اور بعض اوقات وہ کلمات ایسے صاف ہوتے ہیں کہ خواہ خواہ اسکے حوالے کو مرتد کہنا پڑتا ہے اور اسکی بی بی اسکے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی اب جو ان میں باہم خاص استراحت ہوتی ہے وہ حرام ہے اور اولاد ولدالزنا یہ سب کی جہالت سے لازم آتی ہیں اسکا تدارک جاہلوں کیلئے کچھ نہیں سوا اسکے کہ توبہ کا ہر وقت کیا کریں تاکہ اگر کسی وقت بے خبری میں کوئی کلمہ نکل جائے تو توبہ سے اسکی تلافی ہو جائے۔

Marfat.com

میں نے خود دیکھا ہے کہ بعض اوقات جب جاہلوں کی خلاف مرضی کوئی مسئلہ انہیں بتلایا جاتا ہے تو صاف کہدیتے ہیں کہ اپنی شریعت کو طاق پر رکھو ایسی شریعت کو ہم نہیں مانتے یہ کلمات کفر ہیں، بعض عالم نما جاہل آجکل یہ فساد برپا کر رہے ہیں کہ جب دو میاں بی بی میں کرانا منظور ہوتی ہے تو انمیں سے کسی سے کفر کے کلمات نکلوا دیتے ہیں معاذ اللہ یہ کیسی شورش بعض لوگ جاہلوں کے خوش کرنیکو فقہا کیطرف یہ مسئلہ منسوب کرتے ہیں کہ جب کوئی بی بی کو مغلظہ طلاق دے اور پھر اس سے تجدید نکاح چاہے بغیر اسکے کہ کسی دوسرے شخص بی بی کا نکاح کیا جائے اور پھر اسکی طلاق کا انتظار کیا جائے کہ وہ شخص کوئی کلمہ کفر کا اپنی زبان نکالدے حالانکہ فقہا کا یہ منشا ہرگز نہیں ہی عورت کیا اگر جان بھی جائے تو کفر کا کلمہ زبان درست نہیں۔

(۱۲) مرتد مرد یا عورت کا نکاح کسی سے درست نہیں نہ کسی مسلمان سے نہ کسی کافر سے نہ

(۱۳) اگر کوئی کافر مسلمان ہوجائے اور اس کے نکاح میں پانچ عورتیں ہوں تو اگر انکا نکاح ایک میں کیا تھا تو ان سب کا نکاح باطل ہوجائیگا اور اگر یکے بعد دیگرے انکے ساتھ نکاح کیا کے ساتھ آخر میں نکاح کیا ہے اس کا نکاح باطل ہوجائے گا۔

مثال (۱) کسی کافر نے پانچ عورتوں سے مخاطب ہوکے کہا کہ میں نے تم سب کیساتھ اپنا تو مسلمان ہوجانیکے بعد یہ سب عورتیں اس کے نکاح سے باہر جائیں گی اور یکے بعد د پانچ عورتوں سے نکاح کیا تو جس عورت سے اخیر میں نکاح کیا اسکا نکاح باطل ہو

(۲) کسی کافر نے دو بہنوں یا دو ماں بیٹیوں سے مخاطب ہوکے کہا کہ میں نے تم د نکاح کیا تو مسلمان ہوجانیکے بعد یہ دونوں اس کے نکاح سے باہر ہوجائینگی اور اگ سے کیا اس کے بعد دوسرے سے کیا تو اخیر میں جس سے نکاح کیا اسی کا نکاح باطل ہو

نکاح کا بیان ختم ہوگیا!

تمام شد

ہر قسم کی کتب درسی و غیر درسی ملنے کا پتہ ... (روڈ) سید ... اکیڈمی

Marfat.com

ہر قسم کی کتب درسی وغیر درسی ملنے کا پتہ:- (مولوی) سیّد احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو-پی)

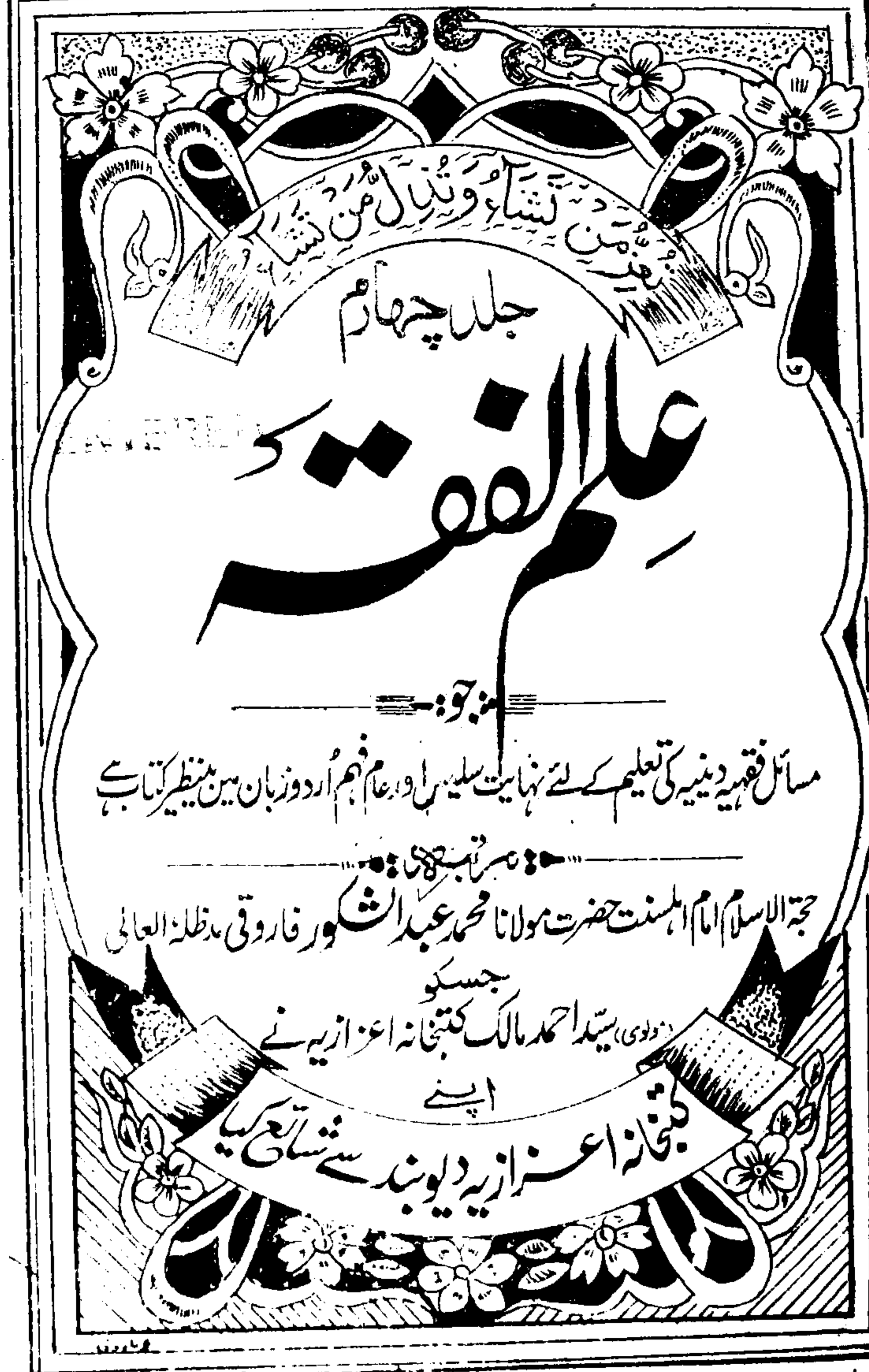

ہر قسم کی درسی وغیر درسی مذہبی کتب ہر قسم کے قرآن مجید سیپارے ملنے کا پتہ (مولوی) سیّد احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو-پی)